الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۲؍اگست ۱۹۹۷ء شمارہ ۳۴

۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۸ہجری ☆ ۲۲؍ظہور ۱۳۷۶ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اللہ تعالیٰ نے ایک حیرت انگیز انقلاب جماعت میں پیدا کر دیا ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت اب روک نہیں سکتی

آج اگر دنیا کے بگڑے ہوئے معاشرے کا کوئی جواب ہے تو احمدی عورت ہے

اے احمدی خواتین، ام عمارہ پیدا کرو، یہاں تک کہ سارا جہاں ام عمارہ سے بھر جائے

جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے روز کی کارروائی کی مختصر روئداد

ہفتہ کے روز صبح کا اجلاس دس بجے مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی صدارت میں مکرم چوہدری فضل احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم مستنصر احمد صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس کی جملہ تقاریر انگریزی زبان میں تھیں۔ مکرم مظفر احمد کلارک آف برمنگھم نے اعجاز قرآنی کے موضوع پر اور مکرم محمد اسماعیل بی۔ کے۔ آڈو صاحب، سابق سفیر گھانا نے لیکھرام کی ہلاکت، صداقت اسلام کا تابندہ نشان کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ ان کی تقریر کا موضوع آیت استخلاف کی تفسیر تھا۔ "اعجاز قرآنی اور آیت استخلاف کی تفسیر" یہ دونوں موضوعات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منعقد فرمودہ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے موضوعات میں سے تھے۔ اس کے بعد جلسہ گاہ مستورات سے حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب ریلے ہونا شروع ہوا۔

گیارہ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں سے جملہ کارروائی مردوں کے جلسہ گاہ میں ریلے کی گئی۔ حضور انور کی آمد پر مستورات اور بچیوں نے تکبیر اور لاالٰہ الا اللہ کے نعروں سے استقبال کیا جن میں امریکن اور افریقن احمدی خواتین کے نعرے اور جوش و خروش نمایاں تھا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اب وقت آگیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو جائیں

کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ پاکستانی قوم کے لئے خصوصاً مسلمانوں کے لئے ہمارے دل سے دعائیں نہ نکلتی ہوں

خدا کرے کہ پاکستان کے لوگ کثرت سے ہماری کشتی میں سوار ہو جائیں تاکہ ڈوبنے والوں کی تعداد کم رہ جائے

خلاصہ خطبہ جمعہ۔ فرمودہ ۸؍اگست ۱۹۹۷ء

لندن (۸؍اگست) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے سورہ یونس کی آیت ۷۲ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے رد کر دیا تھا اور جو چند لوگ خدا تعالیٰ کے اس نبی کے ساتھ ہو گئے تھے بقیہ قوم نے ان کو گھٹیا سمجھا اور ان کا تمسخر اڑایا اور ایک وقت ایسا آیا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اعلان کر دے کہ اے میری قوم کے لوگو! تم اپنی ساری طاقتیں مجتمع کر لو، جو کچھ تمہارے اختیار میں ہے کر گزرو پھر بھی تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور یقیناً تم ناکام و نامراد ہو گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ اعلان کشتی کے مکمل ہونے سے پہلے اور اس میں سوار ہونے سے پہلے کا اعلان تھا۔ یہ اس وقت کا اعلان تھا جب آپ کے ساتھ چند کمزور نہتے اور بے بس انسان تھے اور قوم جو چاہے ان کے ساتھ کر سکتی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کشتی نوح بنانے کا اعلان کیا تھا اور اس کی غرض

باقی صفحہ نمبر گیارہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۲؍اگست ۱۹۹۷ء :

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ کلاس ہوئی۔ حضور انور جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے بچوں سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ جرمنی کی ایک بچی عزیزہ ثمینہ اسحاق نے تلاوت قرآن مجید کی اور فہیم ناصر آف امریکہ نے نظم سنائی۔ اس کے بعد موقعہ کی مناسبت سے دور دراز ممالک سے آئے ہوئے عاشقان کی محبت کے اظہار میں حضور انور کی نظم۔

آئے وہ دن کہ جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اپنی تسکین جاں کے لئے

قرۃ العین صدف سے سنائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو سمجھانے کے لئے تمام اشعار کی تشریح فرمائی۔ اسی طرح ایک اور نظم منور امیر جرمنی نے سنائی

اک رات مفاسد کی جو تیرہ و تار آئی ☆ جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل کی رات کا اشارہ بچوں کو وضاحت سے سمجھایا۔

اتوار، ۳؍اگست ۱۹۹۷ء :

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کا دن تھا۔

سوموار، ۴؍اگست ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۳۹ دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۵؍اگست ۱۹۹۷ء :

آج ۲۵؍جولائی ۱۹۹۷ء کے جلسہ سالانہ یو کے پر فرمودہ خطبہ جمعہ نشر کیا گیا۔

بدھ، ۶؍اگست ۱۹۹۷ء :

آج جلسہ سالانہ یو کے کے موقعہ پر خواتین کے جلسہ کا خطاب ٹرانسمٹ کیا گیا۔

جمعرات، ۷؍اگست ۱۹۹۷ :

آج جلسہ سالانہ یو کے کے موقع پر افتتاحی خطاب نشر کیا گیا۔

جمعۃ المبارک، ۸؍اگست ۱۹۹۷ء :

آج فرانسیسی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور نے ملاقات فرمائی اور ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ اہم نوعیت کے سوالات اور ان کے علم و عرفان پر مبنی جوابات کے پیش نظر یہ کارروائی قارئین کے استفادہ کے لئے بصد شوق قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ امید ہے قارئین لطف اندوز ہونگے۔

فرانسیسی بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب حال ہی میں شروع کئے گئے ہیں۔ چنانچہ آئیوری کوسٹ سے مکرم عبدالرشید انور صاحب نے اور بورکینا فاسو سے مکرم محمد ادریس صاحب نے حضور انور کی خدمت میں شکر گزاری اور تہنیت کے پیغام بھجوائے۔ سوال و جواب یہ تھے۔

☆ عیسائیت تو بنی اسرائیل کا مذہب تھا پھر یہ تمام دنیا میں کیسے پھیل گئی؟

حضور انور نے بے ساختہ فرمایا کہ جب بھی کوئی نبی کسی قوم سے مخاطب ہوتا ہے تو گرد و نواح کے لوگوں میں سے کچھ اسے قبول کرتے ہیں اور کچھ انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن مخاطب سب ہی ہوتے ہیں۔ یہ قرآن کریم کا سٹائل ہے آغاز میں فرشتوں کو مخاطب کیا گیا تھا اور شیطان فرشتہ نہیں تھا لیکن مراد سب ہی تھے۔ اس لئے درجے میں کم مخلوق بھی مخاطب ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ اسرائیل کی طرف آئے تھے اور فرعون کے لوگوں نے بھی آپ کو قبول کیا۔ آپ کی منہ بولی ماں جو فرعون کی بیوی تھی آپ پر ایمان لائیں۔ اسی طرح فرعون کے خاندان کے ایک اور ممبر نے آپ کی حمایت کی اور ایمان بھی لایا تھا۔ اس لئے ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہی اصول حضرت عیسیٰ کی قوم پر اطلاق نہیں پائے گا؟ کیونکہ انبیاء کا پیغام خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت اور برکت ہوتا ہے اس لئے وہ سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عیسائیت جس کو آپ آج اتنا پھیلا ہوا دیکھ رہے ہیں یہ روم اور بنی اسرائیل سے ہوتے ہوئے آئی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ آپ کو آفاقی غلبہ عطا کیا جائے گا۔ اس لئے اس وعدے کے مطابق عیسائیت کا آفاقی غلبہ آپ دیکھ رہے ہیں اور اسرائیل یا غیر اسرائیل کا کوئی امتیاز نہیں رہا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

برطانیہ کی سرزمین میں واقع جماعت احمدیہ کے مرکز "اسلام آباد" میں جماعت احمدیہ یو کے کا ۳۲واں سہ روزہ جلسہ سالانہ ۲۵/جولائی بروز جمعۃ المبارک سے شروع ہو کر ۲۷/جولائی بروز اتوار اپنے دامن میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات اور ایمان افروز جلووں اور نظاروں کو سمیٹے ہوئے نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ اور پرسوز اجتماعی دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا سالانہ جلسہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک عالمی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور دنیا کے کونے کونے سے شمع احمدیت کے پروانے جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے انگلستان کے اس خطہ ارض میں آن جمع ہوتے ہیں جسے ٹلفورڈ کہا جاتا ہے اور اس طرح جلسہ کی بے پناہ برکتوں سے وافر حصہ پاتے ہیں اور وہ جو یہاں کسی وجہ سے نہیں آسکتے اپنی اپنی جگہوں پر اکٹھے ہو کر ایم ٹی اے کی وساطت سے جلسہ کی رونق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ نہ صرف اس روحانی مائدہ سے مستفید ہوتے ہیں بلکہ جماعت کی ترقیات کی تفصیل سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ امسال اس جلسہ کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ یہ جلسہ ۱۸۹۷ء میں ہونے والے جلسہ کے ساتھ کئی مماثلتیں رکھتا تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۸۹۷ء کے الہامات میں دی گئی جماعتی ترقیات کے بارہ میں بشارات ایک دفعہ پھر ۱۰۰ سال بعد بڑی شان کے ساتھ ظہور پذیر ہو رہی ہیں اور جماعت احمدیہ کی تاریخ ۱۰۰ سال بعد دہرائی جا رہی ہے۔

۱۸۹۷ء میں الٰہی بشارتوں کو جماعت پر نازل ہوتا دیکھ کر بھاری تعداد میں پیاسی روحیں اس آسمانی پانی سے فیضیاب ہوئی تھی چنانچہ امسال بھی جلسہ سالانہ کی تاریخ ساز کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضائل و انوار کا وہ روح پرور نظارہ پیش کر رہی تھی جسے ہم عالمی بیعت کے نام سے پکارتے ہیں اور جس میں دنیا بھر کے ۹۶ ممالک کی ۲۲۱ قوموں کے ۳۰ لاکھ چار ہزار پانچ سو چوراسی افراد نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیک وقت بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت اختیار کی اور اس طرح تاریخ مذاہب میں ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ یہ ایک ایسا نظارہ تھا کہ جب سے دنیا وجود میں آئی کسی آنکھ نے ایسا نظارہ نہیں دیکھا کہ ایک مذہب میں بیک وقت تین ملین انسان شامل ہوں۔

اس پر مسرت تقریب کے بعد تمام حاضرین جلسہ نے خدا تعالیٰ کے حضور اس عظیم کامیابی پر سجدہ شکر ادا کیا اور ہمیں یقین ہے کہ تمام ناظرین نے بھی ایسا کیا ہوگا۔ یقیناً یہ سال جیسا کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مباہلہ کا سال بھی ہے اور جہاں کئی دشمنان دین جو ایک وقت میں احمدیت کی صف کو دنیا سے لپیٹنے کے بلند بانگ دعاوی کر رہے تھے جماعت احمدیہ کی عظیم کامیابیوں اور اپنی ذلت و رسوائی کو دیکھ کر اپنی موت آپ مر چکے ہیں اور یہ سال ان کے لئے ناکامی نامرادی کا سال بن گیا ہے وہاں جماعت احمدیہ کے لئے یہ بہت بڑی برکات لے کر آیا ہے۔ ہماری تو اپنے رب سے یہی دعا ہے کہ ان معاندین احمدیت کی آنکھیں کھولے تا کہ وہ ان انوار کی بارش کو دیکھ کر مامور زمانہ کو پہچان لیں اور اس کے دامن کے ساتھ لگ کر اپنی عاقبت سنوار لیں۔

اتنی عظیم کامیابیوں کو پے در پے جماعت کے حق میں قبول ہوتا دیکھ کر ہر احمدی مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ان نعماء کا شکر ادا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لئن شکرتم لازیدنکم" کہ اگر تم میرے شکر گزار بندے بنو گے تو میں تم پر اپنی رحمتیں بڑھا دونگا۔ پس اگر آئندہ کے لئے ترقیات مانگنی ہیں تو جو عطا ہوئی ہیں ان کے شکر کا حق ادا کریں۔ اور شکر ادا کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے تمام احکام کی کماحقہ بجا آوری کریں اور تبلیغ کے میدان میں اپنی تمام تر صلاحیتیں لگا دیں۔ ہر فرد جماعت داعی الی اللہ بن جائے تا کہ دین حق کی فتح کے دن قریب تر آجائیں اور امام وقت کے ہر ارشاد پر عمل کرنے کی سعادت مل جائے۔ جو اس دور کی تمام کامیابیوں کا عظیم راز ہے۔ اے قادر و توانا خدا تو ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

(رشید احمد چوہدری)

گھانا میں Daboase کا ہسپتال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھانا میں جماعت کے ۲۰۷ تعلیمی اداروں کے علاوہ چھ ہسپتال اور دو ہومیو کلینکس بھی قائم ہیں جو بنی نوع انسان کی خدمت کر رہے ہیں۔

ان ہسپتالوں میں Daboase کا ہسپتال بھی ہے جو تقریباً چار سال ہوئے گھانا کے ویسٹرن ریجن میں قائم کیا گیا۔ یہ ہسپتال اس ریجن میں جماعت کا پہلا ہسپتال ہے۔ ہسپتال کے انچارج مکرم ڈاکٹر غلام کبیر صاحب ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی اہلیہ مکرمہ ڈاکٹر تمنہ خان صاحبہ بھی اس ہسپتال میں کام کر رہی ہیں۔ دونوں کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت قلیل عرصہ میں نہ صرف ہسپتال کی خوبصورت عمارت بلکہ ڈاکٹر کا بنگلہ بھی تعمیر ہو گیا ہے۔ علاقہ کے چیف نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے "Ahmadiyya means Action" یعنی جماعت احمدیہ باتوں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ عمل کر کے دکھاتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں "احمدیت عمل کا نام ہے" فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(مرسلہ: عبدالوہاب بن آدم۔ امیر و مبلغ انچارج گھانا)

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ اول

اس تقریب کا آغاز مکرمہ عالیہ خان صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا اردو ترجمہ مکرمہ امتہ القدوس ایاز صاحبہ نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرمہ وجیہہ باجوہ صاحبہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" عجز و جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی دلپذیر آواز میں خوش الحانی سے سنایا جس نے جلسہ کے تمام حاضرین کو وجد اور درود سے مسحور کر دیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج لجنہ کے اس خطاب کا مضمون دستور سے ہٹ کر ایک الگ رنگ رکھتا ہے۔ پہلے میں نصیحتیں کیا کرتا تھا اب میں آپ کو داد دیتا ہوں۔ کہ آپ نے خوب کیا۔ اور آج کی لجنہ اماء اللہ بلکہ مسلم احمدی خواتین، بڑی ہوں یا چھوٹی ہوں ان کو داد تحسین دینے پر مشتمل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ کی ان خدمات کے ذکر سے پہلے ایک عظیم اور دل پر گہرا اثر کرنے والے تاریخی واقعہ کا ذکر فرمایا جس کا تعلق ایک مخلص خاتون سے تھا۔ اس خاتون نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں آنے والی خواتین کے لئے ایک نئی بنیاد ڈالی۔ ان کا نام ام عمارہ تھا۔ غزوہ احد میں مشکیزے بھر کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ کہ اچانک دیکھا کہ بہت بھگدڑ مچ گئی ہے اور بڑے بڑے جوان مرد بھی آنحضور ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس خاتون نے مشکیزہ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار ہاتھ میں پکڑ لی اور آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو گئی۔ اس لحاظ سے یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے تلوار ہاتھ میں لی۔ اگرچہ خولہ نام کی خاتون بھی ہیں جو بعد میں آنے والی ہیں مگر ان کا نمونہ ہیں۔ ان کی رسموں پر چلنے والی خاتون ہیں۔ ام عمارہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے غزوہ احد کے موقع پر تاریخ اسلام میں تلوار ہاتھ میں پکڑی اور دشمن پر لپکی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ یہی خاتون ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ نے اس خاتون کے بارہ میں گواہی دی کہ "احد میں ان کو اپنے دائیں اور بائیں اس خاتون کو برابر لڑتے دیکھا"۔ آنحضرت ﷺ کا یہ بیان کہ جب بڑے بڑے سورما اور بہادر تمام سپاہی بھاگ گئے تھے تو یہ خاتون کبھی دائیں نظر آتی تھی، کبھی بائیں نظر آتی تھی۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں میں دونوں طرف اسے لڑتا ہوا دیکھ رہا تھا یہ آنحضرت ﷺ کا اتنا بڑا خراج تحسین ہے کہ اس سے بڑا خراج تحسین ممکن نہیں ہے۔

حضور انور نے رقت اور گلوگیر آواز میں اس عظیم واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے احمدی خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا میں آپ کو ایک خراج تحسین دینا چاہتا ہوں۔ اب میرا یہ حال ہے کہ میں احمدی خواتین اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھتا ہوں، اپنے بائیں بھی لڑتے دیکھتا ہوں۔ آگے بھی اور پیچھے بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں۔ اب احمدی خواتین وہ نہیں رہیں جو پہلے ہوا کرتی تھیں۔ احمدی خواتین اس طرح بیدار ہو کر جہاد کے لئے تلواریں لے کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں کہ زمانے پر ایک رعب ڈال چکی ہیں۔ اور احمدی خواتین سے بڑے بڑے علماء بھی ڈرتے ہیں اور کانپتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے احمدی خواتین نے میرا ہر میدان میں ساتھ دیا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ وہ دور ہے جس میں احمدی خواتین اس شان سے داخل ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے تاریخ میں کوئی سایہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت ام عمارہ کی غیر معمولی شان کو اپنی ذات میں زندہ کرنے والی اب ہزارہا ام عمارہ پیدا ہو چکی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ کی تاریخ کے حوالے سے بتایا کہ پہلے اور طرح کے زمانے تھے، اجلاس ہوا کرتے تھے، اب عمل و فکر کی دنیا ہے۔ اس میدان میں جس طرح احمدی خواتین حصہ لے رہی ہیں اس کا نام بنام تفصیل سے ذکر فرمایا۔ خاص طور پر ناروے سے مکرمہ عائشہ صاحبہ کو پیش فرمایا جو اسلامی شعار کا نمونہ ہیں۔ جس سے اور بھی وہاں کی خواتین اس کے نمونے سے اثر لے رہی ہیں۔ حضور نے ناروے کے بعد سویڈن اور پاکستان کی احمدی خواتین کی قربانی کا تحسین بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا اور توجہ دلائی کہ اگر آج دنیا کے بگڑے ہوئے معاشرے کا کوئی جواب ہے تو احمدی عورت ہے۔ اے دنیا کی احمدی خواتین اٹھ کھڑی ہو۔ اور کثرت سے ام عمارہ پیدا کرو۔ یہاں تک کہ سارا جہاں ام عمارہ سے بھر جائے۔ اور جگہ جگہ اسلام کی تلوار اٹھانے والی احمدی خواتین ہوں جو دنیا کو مغلوب کرتی رہیں۔ حضور نے آخر میں یہ نشان دہی فرمائی کہ اگر افریقہ میں یہ انقلاب بپا ہو گیا تو آپ دیکھیں گے کہ کل کی دنیا ایک اور دنیا ہو گی۔

دعا کے بعد یہ اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے برخواست ہوا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ٹھیک چار بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ حاضرین میں جوش و خروش کی لہر دوڑ گئی۔ حضور ہاتھ ہلا ہلا کر السلام علیکم کا پیغام دے رہے تھے ادھر بابرکت اجتماع نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہا تھا۔ ان نعروں میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نعرہ، اسلام و احمدیت، مرزا غلام احمد کی جے، حضرت مرزا طاہر احمد زندہ باد کے نعرے شامل تھے۔ آخر میں افریقہ کے مندوبین نے "لا الہ الا اللہ" کا نغمہ گایا۔ اس نغمہ کے ساتھ ساتھ حاضرین بھی لا الہ الا اللہ کا ورد باآواز بلند کرتے رہے۔

اس اجلاس کا آغاز مکرم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے اس حصہ کا تفسیر صغیر سے ترجمہ بھی انہوں نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم عبدالحفیظ صاحب کھوکھر نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام:

تجھے حمد و ثناء زیبا ہے پیارے ☆ کہ تو نے کام سب میرے سنوارے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

حضور انور نے اپنے خطاب سے پہلے جلسہ پر آئے ہوئے بعض معزز مہمانوں کو دعوت دی کہ وہ حاضرین سے مختصر خطاب فرمائیں۔ جن میں سے اول Mr. Allen Kean M.P. (Feltham & Heston) تھے جو خاص خواہش کا اظہار کر کے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اس جلسہ میں شرکت کی دعوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے یہ بہت اعزاز کا باعث ہے کہ میں آپ سے مخاطب ہوں۔ انہوں نے جماعت کی خوش خلقی، حاضر نظری اور معیار زندگی کو بہت سراہا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ خطاب کے لئے کھڑے ہوئے۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ جلسہ سے ہفتہ پہلے جب میں انتظامی معائنہ کے لئے اسلام آباد آیا اور جائزہ لیا تو مجھے یہ جگہ چھوٹی دکھائی دی۔ اس لئے میں نے منتظمین سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ ان کے اندازے کے مطابق چند

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع جلسہ سالانہ انگلستان ۱۹۸۶ء

پانچویں قسط

عہد صدیقی اور ارتداد

اب خلافت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا ہوں۔ اکثر کتابیں جو ارتداد کی سزا، قتل کے حق میں آپ پڑھیں گے، ان میں آپ دیکھیں گے کہ علماء سرسری طور پر قرآن اور حدیث کی بحث کر کے بڑی تیزی کے ساتھ دورِ ابو بکرؓ میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے عقائد کو سہارا دینے کے لئے وہاں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سنت صدیقی ہے۔ سنت محمدی ان کو بھول جاتی ہے اور سنت صدیقی کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

مزعومہ "سنت صدیقی" کی حقیقت

حالانکہ "سنت صدیقی" بھی وہ سنت نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف وہ منسوب کرتے ہیں بلکہ تاریخ واضح طور پر اس بات کو جھٹلا رہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی کو محض ارتداد کے جرم میں قتل کرایا ہو یا کبھی کسی کو اس کے مسلمان کہلانے کے باوجود، کلمہ پڑھنے کے باوجود، مسلمانوں کے قبلہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنے کے باوجود، زکوٰۃ کا قائل ہونے کے باوجود اور زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود، مرتد قرار دے کر قتل کرایا ہو۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے مرتدین میں سے صرف ان لوگوں کے خلاف لڑائی کی جنہوں نے ارتداد کے ساتھ ساتھ اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور آپ کے گورنروں اور عمّال کو ان کے علاقوں سے بھگا دیا اور مسلمانوں کو شدید تکالیف پہنچائیں اور انہیں بری طرح قتل کیا۔ آپؓ نے ان بدبختوں کے خلاف اس لئے جنگ کی کہ ان ظالموں نے ہی جنگ اور ظلم کی ابتداء کی تھی اور بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا تھا۔

مرتدین کی بغاوت کے تاریخی شواہد

چنانچہ کتب سیرت و تاریخ اس فتنہ ارتداد اور بغاوت کی تفاصیل یوں بیان کرتی ہیں:

۱۔ باغیوں نے مسلمانوں کو شدید ترین سزائیں دیں جو ان ہاتھ سے بچ کر نکل سکے وہ مدینہ منورہ چلے گئے۔ باغیوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خلافت اسلامیہ کے مرکز (مدینہ منورہ) پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں مکمل کر لیں۔

اتفاقاً حضرت عمرو بن العاص انہی دنوں بحرین سے واپس آ رہے تھے تو انہوں نے باغیوں کو یمن کی طرف سے آتے ہوئے مدینہ کے قریب لنگر انداز پایا۔ ان کی تعداد ریت کے ذروں کی طرح کثیر تھی۔ اس کے بالمقابل مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس سے بڑھ کر یہ وہ سب بے سروسامان تھے۔

ایک اور کتاب میں یہ ذکر اس طرح درج ہے:

جونہی آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا جزیرہ عرب کے طول و عرض میں اللہ کے دین کے خلاف بغاوت کے نشان ابھرنے لگے۔ صرف مکہ، مدینہ اور طائف کے باشندے ثابت قدم رہے۔ بغاوت اور ارتداد کا یہ فتنہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلا اور چند روز ہی میں عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گیا۔ مرتدوں اور باغیوں نے اسلامی عمال کو نکال دیا۔ سچے مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کرنا شروع کر دیا جو بچ سکے بھاگ کر مدینہ میں پناہ گزین ہوئے۔ کچھ طالع آزماؤں نے آنحضرت ﷺ کی کامیابی کو دیکھ کر خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ رچایا۔ مختلف قبائل میں کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے جن میں ایک مشہور شخص طلیحہ بن خویلد تھا۔ اس کا اصلی نام طَلْحہ تھا۔ مسلمان اس کو تحقیراً طُلَیحہ کہتے تھے۔ یہ بنواسد کے قبیلے سے تھا جو قریش کا دیرینہ حریف تھا۔ طلیحہ نے رسول اکرم ﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا روپ دھار لیا تھا"۔

یہ فقرہ توجہ کے لائق ہے۔ کہتے ہیں: دیکھو جھوٹے نبیوں کے خلاف حضرت ابو بکرؓ نے کیسی چڑھائی کی! مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ دیکھو جھوٹے نبیوں کے خلاف آنحضرت ﷺ نے کیسی چڑھائی کی؟ طلیحہ نے دعویٰ کیا ہے حضور اکرمؐ کی زندگی میں اور دعاوی کرنے والوں کے علاوہ اور اس سے کوئی بازپرس نہیں کی جاتی۔ کسی بھی دعویدار نبوت کے خلاف فوج کشی نہیں کی جاتی! یعنی جس دین کا (نعوذ باللہ من ذالک) اس کو علم نہیں تھا جس پر دین نازل ہو رہا تھا اس کی تشریح آج کے علماء کو معلوم ہوئی اور انہوں نے ساتھ یہ بھی بتایا کہ یہ تشریح ہمارے علاوہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی معلوم ہو گئی تھی، گو رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم نہیں تھا۔

ظلم پر ظلم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ذرا بھی خدا کا خوف نہیں کھاتے کہ اسلام پر کیسے گندے حملے کر رہے ہیں، اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتے۔

"لیکن اس وقت اس کا فریب نہ چلا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد سارا قبیلہ اس کے دام میں آ گیا۔ اس نے نماز سے سجدہ موقوف کر دیا، اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ زکوٰۃ بھی معاف کر دی۔ اس لئے منکرین زکوٰۃ اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ طلیحہ نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے مدینہ بھیجا" (لشکر بھی بھیجا ہے، جب تک لشکر نہیں بھیجا تھا اس وقت تک حضرت ابو بکرؓ کو خیال بھی نہیں آیا کہ جھوٹے نبی کی سزا یہ ہے کہ اس کے خلاف قتال کرو۔) "حضرت صدیقؓ لشکر کے مقابلہ کے لئے آئے۔ حملہ آور بھاگ نکلے"۔

(غلام احمد حریری۔ اسلامی دستور حیات لاہور۔ محمود ریاض پرنٹرز۔ ناشر ضیاء الحق قریشی۔ ۱۹۸۶ء۔ صفحہ ۳۳۵-۳۳۶)

۳۔ تاریخ ابن خلدون میں مذکور حالات کا خلاصہ یوں ہے: قریش اور ثقیف قبیلہ کے علاوہ جملہ اہل عرب کے ارتداد کی خبریں مدینہ پہنچیں۔ مسیلمہ کی بغاوت کا مسئلہ نازک صورتحال اختیار کر گیا۔ اسی طرح طئی اور اَسد قبیلوں کے لوگ طلیحہ کے گرد جمع ہو گئے۔ غطفان قبیلہ بھی مرتد ہو گیا۔ ھوازن قبیلہ کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ یمن اور یمامہ سے نبی اکرم ﷺ کے مقرر کردہ والیان اور عمال کو باغیوں نے نکال دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے (حضور ﷺ کی وفات کے بعد) سفراء اور خط و کتابت کے ذریعہ بات چیت کر کے ان باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور اسامہ کی زیر نگرانی باہر گئے ہوئے لشکر کی واپسی کا انتظار کیا مگر باغیوں نے مدینہ پر حملہ کے لئے مدینہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر الابرق اور ذی القصہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور حضرت ابو بکرؓ کو پیغام بھیجا کہ ہمیں نماز بے شک پڑھوائیں مگر زکوٰۃ ادا کرنا معاف کر دیں مگر حضرت ابو بکرؓ نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار فرما دیا اور آپؓ نے مدینہ کے مختلف کناروں پر حضرت علیؓ، زبیرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو پہرہ کیلئے مقرر فرمایا۔ اہل مدینہ مسجد میں اکٹھے ہونے لگے۔ باغیوں کے وفد نے واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ مدینہ میں موجود مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اس پر باغیوں نے مدینہ کی اطراف پر حملہ کر دیا جس پر حضرت ابو بکرؓ مسجد میں اکٹھے ہونے والے مسلمانوں کو لے کر دشمن کے مقابلہ کے لئے اونٹوں پر نکلے۔ دشمن بھاگ نکلا مگر دوڑتے دوڑتے بھی اس نے مختلف ترکیبوں سے مسلمانوں کے اونٹوں کو بدکا دیا جس پر اونٹ واپس مدینہ کی طرف بے قابو ہو کر بھاگے۔ مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان تو نہ ہوا مگر دشمن نے مسلمانوں کو کمزور سمجھا اور اپنے باقی باغی ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ مسلمان کمزور ہیں، آؤ حملہ کریں۔ اس پر ابو بکرؓ مسلمانوں کو لے کر فجر ہوتے ہی دشمنوں کے سر پر پہنچ گئے اور ان سے جنگ کی۔ سورج نکلنے سے قبل ہی دشمن پسپا ہو گیا۔

واپس جا کر بنو ذبیان اور عبس قبائل نے اپنے علاقہ کے نہتے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جس پر ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ایک ایک مسلمان کا بدلہ لے کر رہیں گے۔"

(عبدالرحمان ابن خلدون۔ تاریخ ابن خلدون۔ بیروت۔ دار الکتاب اللبنانی۔ ۱۹۸۱۔ جلد دوم۔ صفحہ ۸۵۷ تا ۸۵۹)

۴۔ تاریخ طبری میں مذکورہ حالات کا خلاصہ یہ ہے:

"حضورؐ کی بیماری کی خبر ہوتے ہی یہ اطلاع بھی پہنچی کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود عنسی نے یمن پر قبضہ کر لیا ہے۔ طلیحہ نے بھی جلد ہی نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت کا علم بلند کیا اور فوج لے کر سمیراء مقام پر مسلمانوں سے لڑائی کے لئے نکلا اس کے پیچھے بہت سے عوام ہو گئے اور اس کا معاملہ خطرناک صورت اختیار کر گیا۔ ادھر بنو ربیعہ نے بھی بحرین کے علاقہ میں بغاوت اور ارتداد کا اعلان کیا اور کہا کہ ہم بادشاہت کو دوبارہ آل منذر میں واپس لائیں گے، اور انہوں نے منذر بن نعمان بن منذر کو اپنا بادشاہ بنایا۔ رسول اللہ ﷺ کے گورنرز کی طرف سے جلد ہی یہ رپورٹس آئیں کہ ہر علاقہ میں خاص و عام نے بغاوت کر دی ہے اور باغی، مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے بھی باغیوں کے ساتھ شروع میں بالکل اسی طرح بات چیت جاری رکھی جس طرح رسول اللہ ﷺ سفراء کے ذریعہ باغیوں سے مذاکرات فرماتے تھے مگر عبس اور ذوبیان قبائل نے مدینہ پر لشکر کشی کر دی اور اپنے ہاں کے نہتے مسلمانوں کو بری طرح قتل کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے قبائل نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھائی کہ وہ ایک ایک مسلمان کے بدلہ ایک ایک باغی کو ماریں گے بلکہ زیادہ کو ماریں گے۔ پھر آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے خالدؓ بن ولید کو پیغام بھیجا کہ تم ہر اس باغی کو جس نے کسی مسلمان کو قتل کیا، پکڑتے ہی عبرتناک طور پر قتل کر دو۔"

مرتدین کی چھاؤنیاں

"رسول اللہ ﷺ نے وفات سے قبل حضرت عمرو بن العاصؓ کو حبفر (عمان) کی طرف بھجوایا تھا۔ وہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد واپس لوٹے تو باغیوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ دبا سے لے کر مدینہ تک کے سارے راستہ میں مرتدین چھاؤنیاں ڈالے پڑے ہیں"۔

اسود عنسی کے حالات

"ارتداد و بغاوت کی ابتداء نبی اکرم ﷺ ہی کے زمانہ میں اسود عنسی نے یمن کے علاقہ میں کی۔ مذحج قبیلہ اس کے ساتھ مل گیا اور اس کی بغاوت کا فتنہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے لگا۔ اس کے ساتھ مل جانے والے باغیوں کی فوج میں پیادوں کے علاوہ سات سو گھڑ سوار تھے۔ اس نے اسلامی حکومت کے عمال کو دھمکی دی کہ: اے غاصبو! ہمارا ملک ہمارے حوالے کر دو۔ جو مال تم نے جمع کئے ہیں وہ بے شک لے لو مگر ہماری سرزمین سے نکل جاؤ۔ پھر انہوں نے دو مسلمان عمال کو نکال کر ان کی جگہ عمرو بن حرم اور خالد بن سعید کو حاکم مقرر کر دیا۔ بعد ازاں اسود اپنی فوج لے کر صنعاء پر حملہ آور ہوا اور رسول اکرم ﷺ کے مقرر کردہ عامل شہر بن باذان کو قتل کر کے صنعاء پر قابض ہو گیا، اور دوسرے مسلمانوں کو قتل کیا۔ حضرت معاذؓ بن جبل نے بھاگ کر جان بچائی، اور مارب پہنچ کر حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ کو صورتحال سے باخبر کیا۔ یہ دونوں حضرموت کی طرف آ گئے اور یوں سارا ملکِ یمن، اسود کے قبضہ میں آ گیا۔ اس کی حکومت وہاں قائم ہو گئی اور اس کی طاقت بڑھتی گئی۔ آخرکار یمامہ میں ایک معرکہ میں مسلمانوں نے اسے واصلِ جہنم کیا"۔

طلیحہ بن خویلد کے حالات

طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور باغیوں کو ساتھ لے کر سمیراء مقام پر مورچہ بند ہوا۔ اس کے پیچھے اتنے لوگ آئے کہ ان کے لئے جگہ کم ہو گئی۔ انہوں نے دو ٹولیوں میں بٹ کر اپنے وفد مدینہ بھیجے۔ حضرت ابو بکرؓ نے طلیحہ کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس وفد نے جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے چلو ان پر حملہ کریں۔

حضرت ابو بکرؓ نے ان سے مذاکرات کے بعد مدینہ کی اطراف میں پہرہ کے لئے چھوٹے چھوٹے دستے مقرر فرما

دیئے، اور مسلمانوں سے کہا کہ سارے ملک میں ارتداد اور بغاوت کی وباء پھیلی ہوئی ہے، اور مرتدین کے وفد نے ہماری تھوڑی تعداد کا اندازہ کر لیا ہے- اب کوئی پتہ نہیں کہ وہ رات ہی تم پر حملہ کر دیتے ہیں یا دن چڑھنے کا انتظار کرتے ہیں اس لئے پورے طور پر تیار کرو-

ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ باغیوں کے لشکر نے رات کے وقت مدینہ پر ہلہ بول دیا- حضرت ابو بکرؓ مسلمانوں کو لے کر مقابلہ پر نکلے اور دشمن کو پسپا کر دیا-

مسیلمہ کذاب کے حالات

"اس کے ساتھ قبیلہ بنو حنیفہ کی اکثریت مل گئی- اس نے یمامہ پر قبضہ کر کے وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ گورنر حضرت ثمامہؓ بن اثال کو نکال دیا- اس نے بڑی قوت پکڑ لی- سجاح نامی مدعیہ نبوت اس سے لڑنے کے لئے نکلی- یہ اس سے ڈر گیا اور اس کے ساتھ مصالحت کر کے ان الفاظ میں اسے مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسانے لگا-

اگر قریش (مسلمان) عدل سے کام لیتے تو نصف ملک خود رکھتے اور نصف ہمارے حوالے کرتے، مگر انہوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے- کیا تم میرے ساتھ شادی کرو گی تا ہم دونوں مل کر اپنے قبیلوں کو لے کر سارے عرب قبائل کو نگل جائیں-

چنانچہ وہ سجاح سے شادی کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کو نکلا- اس کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی- حضرت خالدؓ بن ولید نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی"- (محمد بن جریر الطبری- تاریخ الطبری- مصر- دار المعارف-۱۹۶۲ء- جزء ثالث- حالات ۱۱ھ- صفحہ ۱۸۵ تا ۲۸۱)

(۵) اسی طرح تاریخ الخمیس میں بھی مذکور ہے:

مسیلمہ کذاب کے ساتھ بنو حنیفہ کی اکثریت ہو گئی- وہ یمامہ پر قابض ہو گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے گورنر ثمامہؓ کو نکال باہر کیا- انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں پیغام بھجوایا- جب رسولؐ اللہ فوت ہو گئے تو انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع کی جس پر آپؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا- (حسین بن محمد الدیار بکری- تاریخ الخمیس- بیروت- مؤسسہ شیعان- جزء ثانی- حالات سن ۱۱ ہجری صفحہ ۱۶۰)-

پس صحابہؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے قبیلہ بنو حنیفہ کے خلاف محض ارتداد کی بناء پر جنگ نہیں کی بلکہ بغاوت کے جرم کی وجہ سے جنگ کی تھی کیونکہ مسیلمہ باغی تھا اور مسلمانوں کے خلاف اس نے لشکر کشی کی تھی-

(۶) پھر علامہ عینیؒ شارح صحیح البخاری لکھتے ہیں:

"انّما قاتل ابو بکر رضی الله عنه ما نعی الزکاة، لانّهم امتنعوا بالسّیف، و نصبوا الحرب للامّة"- (علامہ محمود بن احمد العینی- عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری- مصر- طبع اول- شرکۃ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی- ۱۹۷۲- جزء ۱۹- کتاب: استقابته المرتدین و المعاندین و قتالهم- باب: قتل من ابی قبول الفرائض و ما نسبوا الی الردة-

یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں سے صرف اس لئے قتال کیا کہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ سے زکوٰۃ روکی اور مسلمانوں کے خلاف جنگ برپا کی-

عجیب بات

علاوہ ازیں تاریخ الطبری اور تاریخ ابن خلدون میں یہ بھی مذکور ہے کہ:

"کہ جنگ کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باغیوں پر فتح حاصل ہو گئی تو ان میں سے بعض کو قید بھی کیا گیا- غلام بھی بنایا گیا"- (تاریخ الطبری- جزء ثالث- سن ۱۱ ہجری کے حالات- صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۳؛ تاریخ ابن خلدون- جلد دوم- صفحہ ۸۶۴ تا ۸۶۵)

اگر مرتد کی سزا قتل تھی اور یہی وجہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی لشکر کشی کی تھی اور اگر اسلام توبہ کے باوجود بھی مرتد کے لئے قتل کے سوا اور کوئی سزا تجویز نہیں کرتا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس وقت یہ بات کیوں بھول گئی؟ کیا حق تھا ان کو کہ شریعت اسلامیہ کے اس واضح حکم کی خلاف ورزی کرتے کہ جن کے بارہ میں خدا کہتا ہے کہ لازماً تم نے ان کو قتل کرنا ہے اور تین دن سے زیادہ مہلت نہیں دینی، انہیں اس جرم میں پکڑنے کے باوجود، قابو میں کر لینے کے باوجود، قتل نہیں کیا بلکہ غلام بنا لیا!!!

ایک مرتدہ کا قتل

مولانا مودودی نے ام قرفہ نامی مرتدہ کا ذکر بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ:

"حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ایک عورت جس کا نام ام قرفہ تھا، اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئی- حضرت ابو بکر نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا مگر اس نے توبہ نہ کی- حضرت ابو بکر نے اسے قتل کرا دیا- دار قطنی- بیہقی"- (ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں- صفحہ ۱۸)

اور تاثر یہ دیا ہے کہ محض ارتداد کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا حالانکہ جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ محض ارتداد کی بناء پر اسے قتل کیا گیا ہو- مگر وہ اسی بات پر مصر ہیں کہ ام قرفہ بھی اسی سلسلہ نسب کی ایک کڑی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ:

"ام قرفة کانْ لها ثلاثون ابناً، و کانت نحرّضهم علی قتال المسلمین، و فی قتلها کسر شوکتهم"- (شمس الدین السرخسی- المبسوط- طبع دوم- بیروت- دار المعرفة للطباعة و النشر- جزء دھم- صفحہ ۱۱۰)

اس عورت کے قتل کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ اس کے تیس بیٹے تھے اور وہ ان تیس کے تیس بیٹوں کو ہر وقت مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تحریک کرتی رہتی تھی، ابھارتی رہتی تھی- چنانچہ اس کے بیٹوں کی شوکت کو توڑنے کے لئے ان کی ماں کو قتل کروایا گیا کہ اگر یہ ماں اپنے بیٹوں کو اکساتی ہے اور اگر ان میں اتنی ہی طاقت ہے تو ہم ان کی ماں کو اس جرم میں قتل کرتے ہیں، ان میں طاقت ہے تو روک کے دیکھ لیں اور اپنی ماں کو بچا لیں...... اور ان تیس کو قتل نہیں کروایا جو جنگ کا ذریعہ بنائے گئے تھے- یہ اس لئے کہ تا اگر ایک کے قتل سے شر رک سکتا ہے تو ایک ہی قتل ہو-

یہ تھی شان صدیقی اور یہ تھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی تربیت، جس سے کتنے بد اور کتنے غلط نتائج نکالے جا رہے ہیں-

عہد فاروقی کی روایت

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے حالات پر آ جائیں- مولانا مودودی نے اس دور کی جو حدیث پیش کی ہے، وہ یہ ہے:

"عمروؓ بن عاص حاکم مصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ایک شخص اسلام لایا تھا، پھر کافر ہو گیا- پھر اسلام لایا، پھر کافر ہو گیا- یہ فعل وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے- اب اس کا اسلام قبول کیا جائے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ اس سے اسلام قبول کرتا ہے تم بھی کئے جاؤ- اس کے سامنے اسلام پیش کرو- مان لے تو چھوڑ دو، ورنہ گردن مار دو- کنز العمال"- (ارتداد کی سزا اسلامی قانون میں صفحہ ۱۸)-

یہ جو آخری ٹکڑا ہے "گردن مار دو" والا، اس سے استنباط کر رہے ہیں کہ دیکھو! مرتد کی سزا قتل تھی اس لئے آپ نے یہ فرمایا تھا-

اگر مرتد کی سزا قتل کا حکم تھا تو حضرت عمرؓ جیسے شدت رکھنے والے خلیفہ کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ جواب دیتے جو آپ نے دیا- سختی سے آپ سرزنش فرماتے کہ تم کون ہوتے ہو اس ارتداد کے بعد اسے دوبارہ موقعہ دینے والے کہ دوبارہ اسلام قبول کرے- اور ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، بارہا ایسا کر چکا ہے اور پھر بھی تم باز نہیں آئے- پھر بھی تم نے اسے قتل نہیں کیا؟...... فرمایا جتنی بار اللہ نے اسے اجازت دی ہے، دیتے چلے جاؤ- یعنی جتنی دفعہ بھی وہ تمہارے قابو میں آئے اور کہہ دے کہ میں اسلام لے آیا ہوں، تم پر فرض ہو جائے گا کہ اسے چھوڑ دو- پھر اس پر تمہیں ہرگز کوئی اختیار نہیں رہتا-

یہاں عمر رضی اللہ عنہ کا ایک استنباط ہے اور یہ استنباط بھی ان علماء کو دوسرے مسلمانوں کی جانوں پر کوئی حق عطا نہیں کرتا- وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ جب کہہ دے: میں مسلمان ہو گیا، باوجود اس پس منظر کے کہ وہ ہر دفعہ مرتد ہو جاتا ہے، جتنی بار بھی کہے تم اس کو چھوڑتے چلے جاؤ- اس کا فیصلہ اسی پر رکھا ہے- اس کے اس قول کو، ان سب باتوں کے باوجود، قابل اعتماد قرار دیا ہے- اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت عمر نے ان کو یہ کہا تھا کہ چونکہ اس کا جھوٹ ثابت ہو گیا ہے، چونکہ اس کی بد عہدی ثابت ہو گئی ہے، اس لئے اب کی بار چاہے وہ کہے بھی کہ میں مسلمان ہوتا ہوں، تب بھی تم نے اس کی بات نہیں ماننی-

اس لئے اس حدیث سے قتل مرتد کا جواز اور یہ جواب کہ توبہ کرے بھی تو اس کو معاف نہیں کرنا، اور جب بھی کوئی ارتداد کرے اسی وقت اسے قتل کر دو، کہاں سے نکل آیا؟

صحتِ روایات جانچنے کا پیمانہ

دوسرے وہ اصول اپنی جگہ قائم ہے، ہرگز اس پر کوئی اثر نہیں پڑا کہ جو حدیثیں یا آثار (اور یہ حدیث آثار میں سے ہے- کیونکہ حضرت عمر کا اپنا ایک استنباط ہے)- اگر حضرت عمر کا استنباط ہو یا تمام صحابہ کا بھی (نعوذ باللہ من ذلک) جو آنحضرت ﷺ کی سنت مستمرہ کے خلاف ہو اور قرآن کی واضح آیات کے خلاف ہو تو وہ قابل التفات نہیں- ایسی صورت میں ہم ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ یہ انکا استنباط تھا، ہم یہ کہیں گے کہ جھوٹ بولتا ہے جو یہ بات حضرت عمر یا دیگر صحابہ کی طرف منسوب کرتا ہے- ظالم ہے وہ شخص، کیونکہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پروردہ یہ بزرگ آنحضرت ﷺ کی سنت کو نظر انداز کر چکے ہوں- اس لئے ایسی حدیثیں پایہ اعتبار سے گر جاتی ہیں- یہ مطلب نہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کی بات نہیں مانتے- مراد یہ ہے کہ چونکہ واضح طور پر یہ حدیث یا اثر قرآن و سنت سے ٹکرا رہا ہے، اس لئے راوی غلط ہے- کسی کو یا غلط فہمی ہوئی ہے یا کسی نے جھوٹ بولا ہے-

مرتد لڑائی کرنے والا تھا

دوسری بات یہ ہے کہ اس شخص کے متعلق یہ وضاحت ملتی ہے کہ وہ حالت جنگ میں پکڑا گیا تھا اور یہاں ایک اور استدلال ہے؛ وہ شخص جو حالت جنگ میں پکڑا جائے اور حاکم وقت یا فاتح جرنیل نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم اسے قتل کریں گے کیونکہ اس نے ہم سے جنگ کی ہے اور ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے (حاکم وقت یا فاتح جرنیل کو یہ قانونی حق حاصل ہے! معاف کرنے کا بھی یا قتل کر دینے کا)- اب اگر وہ گرفتار شدہ شخص جان بچانے کے لئے اسلام قبول کر لے، تو پھر جس وقت بھی وہ اسلام سے پھرتا ہے وہ اپنے آپ کو گویا قتل کے لئے پیش کر دیتا ہے- کیونکہ صاف پتہ چلے گا کہ قتل کا فیصلہ جو جائز تھا، اس کی تلوار بہرحال لٹکی رہے گی- دھوکہ دے کر جائز فیصلے سے بچنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی- یہ ایک اور مضمون ہے اس کا ارتداد کے ساتھ بالکل کوئی تعلق ہی نہیں ہے-

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

واقفین نو کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات

☆ آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے۔

☆ اگر ہم واقفین نو کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے۔

☆ والدین کو چاہئے کہ واقفین نو بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں

☆ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اب ہمیں آئندہ ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے۔

☆ ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن ہی سے اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے

☆ بچپن ہی سے واقفین نو بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے۔

☆ دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک واقفین نو بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

☆ بچپن سے واقفین نو کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔

☆ خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا، یہ دونوں صفات واقفین نو بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

☆ اپنے (واقفین نو کے) گھر میں اچھے مزاح کو جاری کریں، قائم کریں۔

(وکیل وقف نو، ربوہ)

fozman foods
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

خطبہ جمعہ

تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے

میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ ایسا نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۴ر جولائی ۱۹۹۷ء بمطابق ۴ر وفا ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورنٹو (کینیڈا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿الم. ذالك الكتاب لا ريب فيه . هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب و يقيمون الصلوٰة و مما رزقنٰهم ينفقون.﴾ (البقرہ: ۲ تا ۴)

الحمد للہ، آج اس خطبے کے ساتھ میرا مختصر دورہ کینیڈا اختتام پذیر ہوگا۔ اس عرصے میں مجھے یہاں بھی بہت سے خاندانوں سے ملنے کا موقع ملا اور بالعموم کثرت سے جماعت کو دیکھنے کا موقع ملا اور گزشتہ روز جب میں آٹووا اور مانٹریال کے سفر پہ تھا تو وہاں بھی کثرت سے جماعتوں سے ملاقات ہوئی اور ان کے حالات کو قریب سے دیکھا۔ اس خطبے میں خصوصیت کے ساتھ میں نے عبادت کا مضمون چنا ہے اور اسی لئے میں نے وہ آیات تلاوت کی ہیں جو قرآن کریم کی سورہ بقرہ کی پہلی آیات ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا تعارف ان الفاظ میں فرماتا ہے ﴿ذالك الكتاب لا ريب فيه﴾ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ یہ کتاب ہے بلکہ "ذالک الکتاب" فرمایا، وہ کتاب ہے۔ حالانکہ بظاہر قرآن کریم ہر پڑھنے والے کے سامنے ہوتا ہے اور عام انسان کا کلام ہوتا تو کہتا یہ کتاب ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس "وہ" میں بہت سے معانی مضمر ہیں۔

ایک تو یہ کہ انسان کو یہ وہم ہے کہ وہ قرآن کریم کو از خود پا سکتا ہے۔ سامنے پڑی ہوئی کھلی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وہ کتاب ہے یعنی تم سے دور ہے اور تمہارے قریب آسکتی ہے مگر کچھ شرطیں ہیں جو پوری کرنی ہونگی اور پھر "ذالک" میں اشارہ گزشتہ پیش گوئیوں کی طرف بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء نے مختلف رنگ میں آنے والے رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ پر نازل ہونے والی عظیم کتاب کی خوشخبری دی تھی "الکتاب" سے مراد وہ کتاب ہے جو ہمیشہ سے جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور ہمیشہ سے قومیں اس کا انتظار کر رہی تھیں اور آج وہ ہمارے سامنے ہے۔ "ذالك الكتاب" میں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ تم سے دور تو ہے لیکن قریب آسکتی ہے۔ "لا ريب فيه" اس بات میں کوئی شک نہیں۔ "لا ريب" کے ساتھ جب "ذالك" کو پڑھیں تو یہ معنی ہوگا کہ وہ کتاب تو ہے مگر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "هدى للمتقين" یہ ہدایت ہے متقیوں کے لئے۔ اور "لا ريب فيه هدى للمتقين" کا ایک معنی یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر ان متقیوں کے لئے جن کے لئے ہدایت بنتی ہے۔ بغیر تقویٰ کے اس کتاب کو پڑھو گے تو کئی قسم کے شکوک پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر یہ عجیب کتاب ہے جو شک سے پاک ہونے کے باوجود غیر متقیوں کے دلوں میں شک پیدا کرتی ہے اور متقیوں کے دلوں کو شکوک سے پاک کر دیتی ہے۔ پس اس مختصر سے کلام میں جس میں ایک آیت ابھی پوری نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے مضامین بیان فرما دئے۔

ایک امر بہر حال یقینی اور قطعی ہے کہ جو کچھ بھی ہم نے ہدایت پائی ہے اسی کتاب سے پائی ہے۔ پس سب سے پہلے تو عبادت کے تعلق میں کلام الٰہی کا پڑھنا ایک بنیادی امر ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے بہت کم ایسے خاندان ہیں جن میں روزانہ تلاوت ہوتی ہو۔ شاذ کے طور پر ایسے بچے ملیں گے جو صبح اٹھ کر نماز سے پہلے یا نماز کے بعد کچھ تلاوت کرتے ہوں اور یہ جائزہ فیملی یعنی خاندانوں کی ملاقات کے دوران میں نے لیا اور اکثر بچوں کو اس بات سے بے خبر پایا۔ وہ تربیت کے مسائل جن پر میں گفتگو کرتا رہا ہوں وہ سارے بے حقیقت ہو جاتے ہیں اگر اس بنیادی حقیقت کی طرف توجہ نہ کریں کہ ہماری نسلوں کو اگر سنبھالنا ہے تو قرآن کریم نے سنبھالنا ہے اور قرآن کریم سے دو باتیں لازم ہیں؛ ہدایت ہے مگر نہیں بھی ہے۔ ہدایت ان لوگوں کے لئے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے ان کے لئے "ذالک الکتاب" دور کی کتاب رہے گی جو بظاہر ان کے سامنے ہے مگر ان سے دور ہٹی رہے گی۔

تو جب تک یہ کتاب قریب نہ آئے اس دنیا کے مسائل حل نہیں ہو سکتے اور کینیڈا کی جماعتوں کو خصوصیت سے اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ بعض باتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کینیڈا میں پہلے سے بہتر ہو رہی ہیں مگر اگر بنیادی مقصد دور ہی رہے تو اس ظاہری ہنگامے کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔ یہ ہنگامے رفتہ رفتہ مرجایا کرتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اگلی نسلیں ایسی ہوتی ہیں جو خدا کو بھلا دیا کرتی ہیں مگر کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے۔ پس بچپن ہی سے اس بات پر زور دیں یعنی آپ کے بچوں کے بچپن، آپ تو بڑے ہو چکے آپ نے تو جس طرح بھی خدا نے چاہا یا آپ نے چاہا خدا کے مرضی کے مطابق یا اس کے خلاف زندگی بسر کر لی لیکن اگلی نسلیں آپ کی ذمہ داری ہیں اور آئندہ صدی ان اگلی نسلوں کی ذمہ داری ہوگی پس آج اگر آپ نے ان کو قرآن کریم پر قائم نہ کیا تو باقی ساری باتیں جو اس کے بعد بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے۔ مگر تلاوت کے ساتھ ان نسلوں میں، ان قوموں میں جہاں عربی سے بہت ہی ناواقفیت ہے ساتھ ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔ ترجمے کے لئے مختلف نظاموں کے تابع تربیتی انتظامات جاری ہیں مگر بہت کم ہیں۔ جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا اٹھا سکتے ہیں۔ اسلئے جب میں ایسی رپورٹیں دیکھتا ہوں کہ ہم نے فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی یا فلاں جگہ قرآن کریم کی کلاس جاری کی تو میں ہمیشہ تعجب سے دیکھتا ہوں کہ اس کلاس میں سارے سال میں بھلا کتنوں نے فائدہ اٹھایا ہوگا اور جو فائدہ اٹھاتے بھی ہیں تو چند دن کے فائدے کے بعد پھر اس فائدے کو زائل کرنے میں باقی وقت صرف کر دیتے ہیں۔ وہی بچے ہیں جن کو آپ نے قرآن کریم سکھانے کی کوشش کی چند دن بعد ان سے پوچھ کے دیکھیں تو جو کچھ سیکھا تھا سب بھلا چکے ہونگے۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری جو بڑی نسل ہے اس نے قرآن کریم کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور اکثر ہم میں بالغ مرد وہ ہیں جو دین سے محبت تو رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ سلیقہ سکھایا نہیں گیا کہ قرآن سے محبت کے بغیر دین سے محبت رکھنا کوئی معنے نہیں رکھتا اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

وقتی طور پر فوائد تو ہیں لیکن ان فوائد کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ ان کی دین سے محبت، دین کے لئے وقت نکالنا، دین کے لئے محنت کرنا ان کو گھیر کر قرآن کی طرف لے آئے۔ اگر یہ فائدہ نہ ہو تو وہ کوششیں بے کار ہیں کیونکہ قرآن کریم کا پہلا تعارف "ذالک الکتاب" ہے۔ وہ کتاب جس کی قوم انتظار کر رہی ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے اس کتاب کا انتظار تھا بنی آدم کو اور جب یہ آگئی تو کتنے ہیں جو اس سے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ رسول شکوہ کرے گا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا۔ پس آپ وہ قوم نہ بنیں جن سے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کو شکوہ ہو کہ اے خدا! میری کہلانے والی، مراد کہلانے کا مضمون اس میں داخل ہے میری کہلانے والی قوم نے اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا، مہجور کی طرح چھوڑ کر چلی گئی۔

پس آج جماعت کینیڈا کی تربیت کی ایک ہی پہچان ہے۔ کیا آپ کے متعلق آنحضرت ﷺ کا یہ شکوہ، جائز تو ہوگا شکوہ، مگر آپ دل میں سوچ کے دیکھیں کہ شکوہ آپ پر اطلاق پائے گا کہ نہیں۔ آپ میں سے کتنے ہیں جن کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ قیامت کے دن خدا کے حضور عرض کر سکتے ہیں کہ اے خدا یہ میری قوم ہے جس نے قرآن کو مہجور کی طرح نہیں چھوڑا۔ پس بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور عبادت کی جان قرآن کریم ہے۔ عبادت سے پہلے بھی قرآن ہے یعنی تہجد کے وقت بھی جتنی توفیق ملے۔ قرآن کریم فرماتا ہے قرآن کی تلاوت کیا کرو اور عبادت کے دوران بھی تلاوت ہے اور عبادت کے بعد بھی تلاوت ہے۔

پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے۔ اور تربیت کی کنجی ہے جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی۔ اور یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف اکثر مربیان، اکثر صدران، اکثر امراء بالکل غافل ہیں۔ ان کو بڑی بڑی مسجدیں دکھائی دیتی ہیں، ان کو بڑے بڑے اجتماعات نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے جوش سے اور ذوق و شوق سے لوگ دور دور کا سفر کر کے آئے اور چند دن ایک جلسے میں شامل ہو گئے لیکن یہ چند دن کا سفر تو وہ سفر نہیں ہے جو سفر آخرت کے لئے ممد ہو سکتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر میں زادراہ قرآن کریم ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک مومن کی مثال اسی طرح دی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تین سو پچپن دن سوتا ہے اور پھر پانچ دس دن کے لئے جاگتا ہے۔ اور سفر شروع کر دیتا ہے۔ فرمایا مومن کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی روزانہ سفر کر رہا ہو۔ کچھ صبح، کچھ شام کو، کچھ دوسرے وقت میں، دوپہر کو کچھ آرام بھی کر لے مگر سفر روزانہ جاری رہنا چاہئے اور ہر سفر کے لئے قرآن کریم فرماتا ہے زادراہ ہونا چاہئے اور زادراہ تقویٰ بیان فرمایا اور یہی زادراہ ہے جس کو قرآن کریم کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

پس تقویٰ اور قرآن کریم تو روز کے سفر کے قصے ہیں۔ یہ کوئی ایک آدھ دفعہ سال میں سفر کرنے سے تعلق رکھنے والی بات نہیں روزانہ ضرورت ہے۔ روزانہ قرآن کو پڑھنا اور روزانہ تقوی کے سہارے جو زادراہ ہے یعنی جس سے قوت ملتی ہے قرآن کریم سے کچھ نہ فائدہ حاصل کرتے چلے جانا ہے۔ یہ وہ بنیادی امر ہے جس کے لئے صرف تنظیموں کے اجتماعات کی ضرورت نہیں، تنظیموں کے اجتماعات ان باتوں میں نئی دلچسپیاں پیدا کر دیا کرتے ہیں مگر سارا سال دلچسپی قائم رکھنے کے لئے ماں باپ کی دلچسپی کی ضرورت ہے اور ماں باپ تب دلچسپی لے سکتے ہیں کہ پہلے اپنی ذات میں دلچسپی لیں۔ دنیا کے کسی حصے میں پہنچے ہوں ایک دفعہ انہیں عزم کرنا ہوگا کہ ہم نے خدا کی طرف سفر کا آغاز کرنا ہے اور یہ سفر قرآن کے بغیر ممکن نہیں۔ اور قرآن کا سفر زادراہ چاہتا ہے۔ یعنی رستے کا سامان جو ہر مسافر ساتھ باندھ لیا کرتا ہے۔ جب بھی لوگ سفر پہ چلتے ہیں تو سوائے اس کے کہ رستے کے کچھ کھانے پینے کے ہوٹل ایسے ہوں جہاں سے چیزیں خریدنی ہوں مگر عموماً اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ باندھ لیا کرتے ہیں اور تقویٰ ہے جس کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔

پس فرمایا ﴿ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين﴾ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ شک سے بالا کتاب ہے مگر اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ہدایت صرف متقیوں کے لئے ہے، جو تقویٰ سے آراستہ ہونگے ان کے لئے ہدایت کا سامان پیدا کرے گی۔ پس قرآن کا تقویٰ سے مطالعہ یہ دو چیزیں اکٹھی کر دی گئی ہیں بعض اوقات لوگ سال ہا سال تلاوت قرآن کرتے ہیں مگر اس طرح جیسے طوطا رٹی ہوئی باتیں دہراتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کو کوئی سمجھ نہیں آتی اور یہ تقویٰ سے عاری سفر ہے۔ سفر تو ہے مگر بھوکے ننگے کا سفر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ قرآن کے تعلق میں یہ بات یاد دلاتا ہے کہ قرآن کریم میں کچھ چیزوں سے بچنے کا حکم ہے، کچھ رستوں کو اختیار کرنے کا حکم ہے اور بنیادی معنوں میں تقویٰ کا یہی معنی ہے کہ پتہ ہو کہ کہاں سے بچنا ہے اور کس رستے پر قدم بڑھانے ہیں۔

تقویٰ کے نتیجے میں انسان قرآن کریم پر جب غور کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معانی عطا ہوتے ہیں چنانچہ اسی مضمون کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا "لا یمسه الا المطهرون" کہ ہاتھ تو بظاہر لوگ لگاتے ہیں لیکن سوائے ان کے جن کو خدا پاک کرے کوئی اس کتاب کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ تو دیکھو دونوں مضمون ایک ہی ہیں اور مختلف رنگ میں ایک ہی بات آپ کو سمجھائی گئی ہے کہ **قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے۔**

تمام بچوں کو اس راہ پر ڈالیں۔ دیکھیں جب سکول کے لئے وہ چلتے ہیں تو آپ کتنی محنت ان پر کرتے ہیں۔ مائیں دوڑتی پھرتی ہیں ناشتہ کراؤ، منہ ہاتھ دھلاؤ، بستے ٹھیک کرو اور قرآن کریم کی طرف محنت نہیں ہے۔ یہ ایک دن کا سفر ان کا سکول کی طرف ایسا ہے جس کے لئے آپ کی ساری توجہ مبذول ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کا سفر جس میں آئندہ سفر کی تیاری کرنی ہے یعنی مرنے کے بعد اس کی طرف توجہ نہیں ہے۔ مسجدیں بنانا اچھی چیز ہے مگر مسجدوں کے لئے نمازی بنانا ضروری ہے۔ اگر مسجدیں بنائیں گے اور نمازی نہیں بنائیں گے تو اس کا کیا فائدہ۔ میرے علم میں یہاں ایسی مساجد ہیں جہاں دو نمازیں ہوتی ہیں۔ پانچ ہونی چاہئیں دو کیوں ہوتی ہیں۔ ان مسجدوں کا اس کے سوا پھر کیا فائدہ کہ دنیا کو دکھانے کے لئے کہ ہم نے، جماعت احمدیہ نے ایک بڑی مسجد بنالی ہے دکھانے کے لئے ایک عمارت کا حسن ہے اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔

اس لئے میں نے امیر صاحب کو رستے میں بھی بار بار تاکید کی، پھر تاکید کرتا ہوں اور آپ سب کو تاکید کر رہا ہوں کہ مسجدوں کی بڑائی کی طرف، ان کی ظاہری عظمتوں کی طرف، ان کے ظاہری حسن کی طرف اگر توجہ اس لئے دی جائے کہ نمازی تو آتے ہیں مزید یہ بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، پھر کوئی نقصان نہیں۔ لیکن اگر مسجدوں میں نمازی نہ ہوں تو ہزار ان کو آراستہ کر دیں ان مساجد کا کوئی فائدہ نہیں اور پھر ایسی مسجدیں بڑے اجتماعات کے کام تو آسکتی ہیں جیسے یہ مسجد آتی ہے مگر روزمرہ ہمارے مختلف جگہ پھیلے ہوئے نمازیوں کے کسی کام نہیں آسکتیں۔ اس وجہ سے میں نے ہدایت کی ہے کہ آپ سب کو آج تاکید کر رہا ہوں کہ اگر اس ہدایت پر عمل نہ ہو تو آپ عمل کروائیں، نگران ہوں اس بات کے کہ اس ہدایت پر لازماً عمل ہوتا ہے۔

جہاں جہاں چند احمدی ہیں یعنی دو چار، دس گھر احمدیوں کے ہیں ان کے پاس کوئی چھوٹی سی جگہ بھی اگر خرید لی جائے اور وہاں ایک جھونپڑا بھی بن جائے تو یہ وہ مسجد ہے جسے خدا پیار سے دیکھے گا کیونکہ یہ مسجد روزانہ آباد ہو گی، روزانہ اردگرد کے گھر وہاں جایا کریں گے۔ اور چار مسجدیں جو بہت عظیم الشان ہوں سارے ملک میں شور پڑ جائے کہ جماعت احمدیہ نے اتنی بڑی مساجد بنائی ہیں مگر گنتی کے دو چار نمازی جاتے ہوں ان مسجدوں کو خدا کیسے پیار سے دیکھ سکتا ہے کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ اور ایسے لوگوں کی تربیت کی کوئی ضمانت نہیں ہے جن کا دل مسجدوں میں نہیں اٹکتا۔ پس لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اذانوں کی آوازوں کی حد تک جتنے احمدی موجود ہیں کہیں وہاں ایک مسجد کی طرف توجہ دیں۔ اس سلسلے میں کچھ میں نے انتظامی مسائل حل کرنے کے لئے امیر صاحب کو متوجہ کر دیا ہے لیکن آپ اپنی اپنی جگہ اگر اس شعور کو بیدار کریں گے اور احساس کریں گے تو اللہ تعالیٰ توفیق دے دے گا۔

مسجدوں کے سفر میں اللہ تعالیٰ ہمیشہ غیر معمولی نصرت فرمایا کرتا ہے۔ چند گھروں کو اگر یہ توجہ ہو کہ ہم نے اپنے درمیان ایک مسجد بنانی ہے تو اللہ کے فضل کے ساتھ ان کو توفیق مل ہی جایا کرتی ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ اب اس بات کو بھلا دیں کہ گھروں کو مسجدیں بنایا جائے یعنی وہاں لوگوں کو بلایا جائے اور یہی کافی ہو یہ ہرگز کافی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں گھروں کی مسجد تو گھر والوں کے لئے ہوا کرتی تھی اور محلے کی مسجد الگ بنتی تھی جہاں ہر آدمی جب چاہے جا سکے۔ یہ جو فرق ہے اس کو لوگ ملحوظ نہیں رکھتے۔ نماز کو قائم رکھنے کی خاطر اس خیال سے کہ عبادت جاری رہے اس قسم کی ہدایتیں میں دیتا رہا ہوں کہ اور کچھ نہیں تو بعض گھروں کے کمروں کو مسجد بنالو لیکن وہ کمرے مسجد کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے کیونکہ مسجد کے تقاضوں میں یہ بات داخل ہے جب چاہے خدا کا بندہ ان میں داخل ہو جائے اور اپنے رب کو پکارے اب کسی کے گھر کوئی کیسے وقت بے وقت پہنچ سکتا ہے۔

SATELLITE WAREHOUSE
MTV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

بعض لوگوں کو آدھی رات کو دل میں غیر معمولی جذبہ اٹھتا ہے کہ چلو مسجد جا کے آج رات مسجد میں گزاریں گے۔ کون ہے جو اپنے گھر کو اس طرح لوگوں کے لئے کھلا چھوڑ سکتا ہے اور کون ہے جو جانا پسند کرے گا کیونکہ اللہ کے گھر تو کوئی پابندی نہیں، ہر ایک کے لئے برابر ہے۔ پس اس پہلو سے **ایسی آبادیوں میں جہاں آٹھ دس پندرہ احمدیوں کے گھر ہوں وہاں ضرور کچھ نہ کچھ مسجد کا کام کریں اور ابتداء اس کی زمینیں لینے سے ہو سکتی ہے۔** بہت بڑی زمینوں کی ضرورت نہیں جتنی توفیق ہے لے لیں۔ اور مسجد کے تعلق میں یاد رکھیں کہ خدا پھر خود توفیق بڑھایا کرتا ہے۔ ایک دفعہ شروع کر دیں پھر آگے اس کو انجام تک پہنچانا یہ اللہ کا کام ہے مگر **ہر مسجد کو نمازیوں سے بھرنا چاہئے ہر مسجد میں پانچ وقت نماز ہونی چاہئے۔**

اگر سارے مرد کام پر چلے جائیں تو عورتیں بھی جا کے مسجد کو آباد کر سکتی ہیں۔ عورتوں کا مسجد میں جانا منع نہیں ہے۔ ان پر فرض عائد نہیں کیا گیا کیونکہ انہوں نے دوسرے کام کرنے ہیں مگر بسا اوقات جنگوں کے زمانوں میں، جہاد کے وقت جب مرد کوئی کام نہ کر سکیں تو عورتوں کو بلایا جاتا ہے تو مسجدوں کو آباد کرنا ہے اگر مرد کسی وجہ سے، مجبوری کی وجہ سے نہ کر سکیں تو عورتیں جائیں اور مسجدوں کو آباد کریں۔ لیکن اس میں ایک شرط ہے کہ جب غیر آتا ہے تو پھر عورت کے لئے باپردہ ہونا ضروری ہے۔ پس اس پہلو سے یہ احتیاط لازم ہے کہ اگر عورتوں کو مسجد میں جانا پڑے تو الگ ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں غیر مردوں کا آنا جانا نہ ہو اور اس کے لئے ہم نے مساجد میں پردے لٹکانے کا انتظام کیا ہوا ہے، کم سے کم مسجد تو آباد ہو جائے گی۔ لیکن پردے میں خواتین جا کے نماز پڑھیں اگر کوئی مرد اتفاقاً آجاتا ہے تو وہ دوسری کھلی جگہ جا سکتا ہے تو مسئلے کو اگر مسئلہ سمجھا جائے تو اسے سلجھانے کے کئی رستے نکل آیا کرتے ہیں لیکن ایک مسئلہ بنے ہی نہ، سوال ہی نہ اٹھے تو اسے حل کیسے کریں گے۔

پس قرآن کریم کی اس ہدایت کی طرف توجہ دیں کہ **قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے اور تقویٰ کے بغیر قرآن کریم کے مقاصد حل نہیں ہو سکتے اور تقویٰ کا بہت گہرا تعلق مسجد سے ہے، اتنا گہرا کہ مسجد کے بغیر انسان کو تقویٰ آتا نہیں اور متقی کے بغیر مسجد کو زینت نہیں ملتی۔** قرآن کریم نے اس مضمون کو بہت کھول کے بیان فرمایا ہے کہ مسجدوں میں جاؤ تو اپنی زینت یعنی تقویٰ کو ساتھ لے کے جاؤ اگر بغیر زینت کے جاؤ گے تو مسجد ویران دکھائی دے گی جہاں بظاہر متقی ہونگے، بظاہر نمازی ہونگے مگر حقیقت میں اللہ کے نزدیک وہ مسجد ویران ہو گی۔ یہ جو ویرانی کا آبادی کے ساتھ ایک تعلق ہے اس تعلق کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے آخری زمانے کی مساجد کے ذکر میں بیان فرمایا۔

فرمایا "مساجدھم عامرة و ھی خراب من الھدی" پس میں جو کہتا ہوں کہ مسجدیں آباد ہو کر بھی ویران ہو سکتی ہیں یہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ہی کا عرفان ہے جو آپؐ کی زبان سے ہم تک پہنچا ہے، فرمایا وہ ایسے لوگ ہونگے کہ ان کی مسجدیں آباد تو ہونگی مگر ویران ہونگی۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے جہاں یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ مسجد کی رونق اپنے ساتھ لے کر جایا کرو "خذوا زینتکم عند کل مسجد" ہر مسجد میں جہاں بھی جاؤ اپنی زینت ساتھ لے کر جاؤ اور زینت کیا ہے؟ تقویٰ۔ قرآن کریم نے زینت کو ہی تقویٰ قرار دیا ہے پس ہر شخص کا متقی ہونا ضروری ہے ورنہ مساجد کو آباد نہیں کر سکتا۔ اور اگر متقی مساجد کو آباد کرے گا تو ان مساجد میں اتنی برکت پڑے گی کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چھوٹی مساجد کو اللہ تعالیٰ وسیع تر کرتا چلا جائے گا کیونکہ ہر مسجد کا لازماً آباد رکھنا ضروری ہے۔ اسی آیت کا اگلا حصہ بیان فرماتا ہے "ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب" کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ فی الحقیقت بہت کثرت سے ایسے لوگ ہیں جو غیب پر ایمان نہیں لاتے۔ جب تک غیب دور ہٹا ہوا ہے ان سے کوئی تقاضے نہیں کرتا وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ جہاں اپنی ذات کا تقاضا غیب سے ٹکرائے وہاں غیب کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی ذات کو ترجیح دے دیتے ہیں۔

غیب پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ جو نظر نہیں آرہا، ایک معنٰی یہ ہے کہ بہت سے معانی ہیں، مگر ایک یہ معنی ہے کہ اللہ جو دکھائی نہیں دے رہا اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ دکھائی دینے والی چیزوں پر اس غیب کو ترجیح دیتے ہیں اور جو نظر آرہا ہے اس پر جو نظر نہیں آرہا اس کو فوقیت دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لانے والے ہیں اور ان کے لئے "ذالك الکتاب" کا ہونا شرط ہے وہ کتاب جس میں شک کوئی نہیں۔ پس قرآن کریم جو شک دور کرتا ہے وہی شک ہیں جو خدا کی ذات سے دور کئے جاتے ہیں اور غیب پر ایمان کے لئے ان شکوک کا دور ہونا لازم ہے اور اس کی چابی خدا تعالیٰ نے قرآن میں رکھ دی ہے۔ پس یہ آیت مسلسل ایک مضمون کو آگے بڑھا رہی ہے۔

وہ لوگ جو کلام الٰہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں کچھ عرصے کے بعد قرآن کریم ان کو شک سے پاک دکھائی دینے لگتا ہے تو جو وہ محنت کرتے ہیں تقویٰ کے ساتھ جہاں لوگوں کے لئے شک ہے وہاں ان کے لئے شک دور ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ سب اندھیروں کو قرآن کریم اجالوں میں بدلنے لگتا ہے۔ ایسے مقام پر پھر خدا ایک حقیقت دکھائی دیتا ہے وہ غیب نہیں رہتا۔ اس کے متعلق سارے شکوک قرآن کریم باطل فرما دیتا ہے اور جب وہ خدا کو غیب ہوتے ہوئے یعنی اس کے دکھائی نہ دینے کے باوجود، اس کے سنائی نہ دینے کے باوجود، اس کے محسوس نہ ہونے کے باوجود اپنے حاضر پر ترجیح دیتے ہیں ان کا غیب ان پر قبضہ کر لیتا ہے۔ ایسے لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا "ویقیمون الصلوٰة" یہ ہیں جن کی نمازیں سچی نمازیں ہیں اور پھر ان کو "یقیمون الصلوٰة" کہہ کر فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو نماز کا حق ادا کرتے ہیں۔

سفر نماز ہی سے شروع ہوا کرتا ہے لیکن اس نماز کو جو روزمرہ اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں یا مسجدوں میں بغیر خاص توجہ کے پڑھ لیتے ہیں ان کو قرآن کریم "اقامة الصلوٰة" نہیں فرماتا وہ مصلین ہیں جن کی مختلف حالتیں ہیں۔ بعض نماز ادا کرنے والے ایسے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کو برکت ملتی ہے، رفتہ رفتہ ان کی نمازوں میں ترقی ہوتی ہے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ جن کے متعلق فرمایا کہ نمازی تو ہیں مگر اللہ کی لعنت ہو ان پر۔ پس ایسے نمازی بننا جن پر خدا لعنت ڈالتا ہے یہ کس حساب میں لکھا جائے گا۔ زندگی کا کیا مقصد ہے جو اس سے پورا ہوگا۔ فرمایا "فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون" ہلاکت ہو، لعنت ہو ایسے نمازیوں پر جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ پس نماز اکیلے بھی ہو سکتی ہے اس کو قیام نماز بھی کہیں مگر وہ نماز جس میں قیام کی کوشش کی جاتی ہے وہ نماز بالآخر ایسے مقام تک پہنچ جاتی ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے "یقیمون الصلوٰة" کہ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اب نماز کے قیام کے لئے مسجدیں، جیسا کہ میں نے بیان کیا ضروری ہیں لیکن اور بہت سے ایسے کام ہیں جن کی طرف ہمیں متوجہ ہونا ہے اور متوجہ کرنا ہے۔ اکثر لوگوں کو میں نے دیکھا ہے جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو شاذ کی نمازیں ایسی ہیں جو مرکزی جلسوں یا خاص ماحول میں ادا کی جائیں۔ ان میں ان کے دلوں پر کچھ خضوع بھی آجاتا ہے، جذبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن اکثر نمازیں اس طرح پڑھتے ہیں کہ نماز سے جتنی جلدی ممکن ہو پیچھا چھڑا لیا جائے اور فرض پورا کر لیا جائے اور توجہ دوسری طرف ہوتی ہے۔ یہ وہ مصلین ہیں "ھم عن صلوتھم ساھون" جن کے متعلق فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ نماز سے غافل ہیں۔ بسا اوقات ساری نماز گزر جائے گی اور حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا۔ یہ وہ نمازی ہیں جو مسجدوں میں جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کو مسجدیں ویران رہتی ہیں ان مسجدوں میں کوئی بھی برکت نہیں پڑتی۔ یہ وہ بنیادی کام ہیں جن کے بغیر ہم دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ تبلیغ کا جو جوش ہے، مالی قربانی جس کا بعد میں ذکر آیا اس میں بھی جوش ہے۔ چنانچہ فرمایا "یقیمون الصلوٰة و مما رزقنٰھم ینفقون" جو کچھ ہم ان کو دیتے ہیں اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خرچ کر دیا یہ بہت کافی ہو گیا۔ اور کئی ایسے احمدیوں کی مثالیں مجھے دی گئی ہیں جو چندے ادا کر دیتے ہیں مگر نمازوں سے غافل ہیں۔ چندے ادا کر دیتے ہیں مگر دینی امور میں دلچسپی نہیں ہے مگر قرآن کریم نے یہاں مال کا ذکر نہیں فرمایا اور اکثر لوگ یہ بھول جاتے ہیں مال کی شرط کو نماز کے بعد رکھا ہے مگر مال کے طور پر نہیں۔ فرمایا "و مما رزقنٰھم ینفقون" ہم نے ان کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

پس یہ خیال اگر کسی کے دل میں ہو کہ چندے دے دئے ہیں جو ظاہری مال ہے اور خدا ہی عطا فرماتا ہے اس میں سے کچھ دے دیا تو اس آیت کا حق ادا کر دیا۔ اس آیت کا حق تب ادا ہو گا کہ غیب پر حقیقی ایمان ہو۔ پس نماز پر پوری طرح قائم ہوں اور پھر جو کچھ خدا آپ کو دیتا ہے اس میں آپ کی عقل ہے، آپ کی مہارت ہے، آپ کی اولاد ہے، آپ کے اثاثے ہیں، آپ کی دیگر ذہنی اور قلبی صلاحیتیں ہیں یہ تمام تر خرچ کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ کس پر خرچ کرتے ہیں یعنی ایسے خدا کے مومن بندے جن کی شرائط یہ ہیں کہ قرآن کریم کو تقویٰ کے ساتھ پڑھتے ہیں یہاں تک کہ قرآن کریم ان کو ہدایت دینے لگتا ہے تو قرآن ان کی ہدایت کا موجب بنتا ہے۔ تو پھر ان کو غیب پر سچا ایمان آتا ہے یعنی اللہ پر جو دکھائی نہیں دیتا اور خدا سے تعلق رکھنے والے جتنے غیب ہیں وہ سارے اسی ایک لفظ غیب میں شامل ہیں، حقیقی ایمان لے آتے ہیں۔

جب غیب پر حقیقی ایمان لے آتے ہیں تو پھر ان کی نمازیں قائم ہوتی ہیں اس کے بغیر ان کی نمازیں قائم نہیں ہو سکتیں۔ اور جب نمازیں قائم کرتے ہیں تو آخری بات یہ بیان فرمائی "ومما رزقنٰھم ینفقون" پھر جو کچھ ہم ان کو دیتے ہیں وہ اس میں سے لازماً خرچ کرتے ہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کی وہ صلاحیتیں عطا

ہوئی ہوں اور وہ خرچ نہ کریں۔ ان کی صلاحیتوں میں سے انسان کی توجہات ہیں اور انسان کو خدا تعالیٰ نے جو بھی نعمتیں جس رنگ میں عطا فرمائی ہیں رشتے ہیں، اموال ہیں، ذہنی اور قلبی طاقتیں ہیں یہ سب کچھ "مما رزقنٰھم" میں داخل ہیں، اس کو خرچ کرتے ہیں۔ خرچ کرنے میں یہ بیان نہیں فرمایا کہ کس پر خرچ کرتے ہیں اس لئے اس مضمون کو کھلا چھوڑ کر اس آیت میں بے انتہا معانی داخل فرما دئے ہیں۔

سب سے پہلی چیز وہ اپنے اوپر خرچ کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے ایک دوسری جگہ اس مضمون کو کھولا ہے کہ تم اپنے نفس کے لئے خیر خرچ کرو یعنی ایسا خرچ کرو جس کا تمہارے نفسوں کو فائدہ پہنچے۔ پس اپنے لئے بھی خرچ کرنا خدا کی خاطر خرچ کرنا ہے، اگر ان شرائط کو پورا کریں۔ پس اپنی سب چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی اپنے قدم خدا کی طرف بڑھانے کے لئے اپنے اوپر اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ وہ ممد اور مددگار ہو جائیں۔ اب "مما رزقنٰھم" میں وہ لوگ داخل ہیں جن کے پاس کاریں ہیں، وہ دور کے سفر کر کے نمازوں کے لئے پہنچ جاتے ہیں تو "مما رزقنٰھم" میں ان کی کاریں، ان کی سہولتیں شامل ہو جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے بچوں پر وقت خرچ کر کے محنت کرتے ہیں اور ان کو خدا والا بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی "مما رزقنٰھم" میں آجاتے ہیں۔

تو اموال کو سر دست ایک طرف رکھیں یہ دیکھیں کہ آپ نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کی تربیت کے لئے اپنی صلاحیتوں سے کیا فائدہ اٹھایا۔ اگر آپ وہ طاقتیں جو خدا نے آپ کو عطا کی ہیں ان کو اپنے اوپر اس طرح خرچ کرتے ہیں کہ خدا کے قریب تر ہو سکیں تو اپنے اوپر خرچ ہو یا اپنی اولاد پر خرچ ہو یہ سب خدا ہی کی خاطر خرچ ہے اور غریبوں کی باری اور اموال کو جماعت کو پیش کرنے کی باری بعد میں آتی ہے۔ اگر یہ پہلے خرچ نہ ہوں تو دوسرے خرچ ضائع ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ خدا کے حضور جو تحفے ہیں ان میں نیکی ہونا لازم ہے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" تم نیکی کو پا ہی نہیں سکتے، ہرگز نہیں پاؤ گے جب تک جن چیزوں سے محبت ہے ان کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

اب دیکھیں محبت کے تقاضے انسان کو اپنی ساری زندگی میں ہر طرف پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ماں کو بچے سے محبت ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر اگر اللہ کی محبت غالب ہو تو بچے کو خدا والا بنانے پر اس کی زیادہ توجہ ہو گی۔ اپنی طاقت کو پہلے اس بات پر خرچ کرے گی کہ میرا بچہ خدا والا بنے اور سکول والا بعد میں بنے گا خدا والا پہلے بنے گا۔ جو جو خدا والا بچہ ہے وہ جہاں بھی جائے اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ **ایک ایسی سوسائٹی میں جہاں ہر طرف شیطان کی آوازیں آپ کو بلا رہی ہیں اگر آپ کے بچوں کو نمازوں کی عادت نہیں ہے تو وہ بچے نہ آپ کے کام آسکیں گے نہ اپنے نہ آئندہ نسلوں کے کام آسکیں گے۔** کیونکہ انہوں نے لازماً رفتہ رفتہ بھٹکتے بھٹکتے دور چلے جانا ہے۔

پس نمازوں کے قیام میں یہ ساری باتیں اپنے پیش نظر رکھیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے نمازوں کی عادت ڈالنا، پھر نمازوں کو کسی چیز سے بھرنا یہ دو باتیں ہیں جو ایک لامتناہی سفر ہے۔ **ایسا وقت آنا چاہئے اور جلد آنا چاہئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگلی صدی سے پہلے پہلے آنا چاہئے کہ آپ میں سے ہر ایک کے خاندان میں ہر شخص نمازی ہو جائے** اور یہ سفر وہ ہے جس کے متعلق میں نے شروع میں کہا تھا کہ نظام جماعت مستقلاً اس کو جاری نہیں کر سکتا۔ کیونکہ نظام جماعت کا ایسے ملک میں جہاں آپ ہزارہا میل پہ پھیلے پڑے ہیں، جہاں بسا اوقات ایک گھر کا دوسرے سے رابطہ کرنے کے لئے بھی سو سو دو دو سو چار چار سو میل کا سفر کرنا پڑتا ہے، بعض دفعہ ہزار میل کا سفر کرنا پڑتا ہے وہاں نظام جماعت میں طاقت ہی نہیں کہ وہ سب تک پہنچ سکے۔ مگر نظام قرآن میں یہ طاقت ہے اور قرآن کریم نے شروع ہی میں آپ کو یہ سادہ طریق سمجھا دیا ہے۔ ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کے پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

ایسے بچوں کے دل میں پھر سوال بھی اٹھتے ہیں اور وہ سوالات بسا اوقات مجھے اس وقت نظر آتے ہیں جب کسی مجلس سوال و جواب میں بیٹھا ہوں تو مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ بعض بچے ایسے ضرور ہیں جو قرآن پڑھ رہے ہیں اور قرآن پڑھنے کے بعد پھر ان کے دل میں سوال اٹھتے ہیں۔ ان سوالات کے حل کے دو طریق ہیں۔ ایک تو یہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ تم اولوا العلم کے پاس جایا کرو اور اولوا العلم وہ لوگ ہیں جو آپ کی جماعتوں میں موجود ہیں۔ اس کے لئے سال یا دو سال میں کسی ایک مجلس کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔ مربی ہیں، دوسرے بزرگ ہیں جن کو قرآن کریم سے محبت ہے۔ کچھ ایسے ہیں جنہوں نے کثرت سے تفاسیر پڑھی ہوئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہر جماعت میں ایسے ایک دو انسان ضرور ہونگے جن کو دینی علم بڑھانے کا شوق ہے، ان کے پاس جانا چاہئے، ان سے پوچھنا چاہئے اور روز بروز اپنے مسائل حل کرنے چاہئیں۔

اور اس سے بڑھ کر دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ آپ کو سمجھا دے۔ بچپن سے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ وہ چیز ہے جس کی طرف توجہ دلائی ہے اور مجھے کبھی علماء کے پاس نہیں جانا پڑا۔ جب بھی سوال اٹھتا تھا ایک بات لازماً میری مددگار ہوتی تھی۔ "یومنون بالغیب" یہ کامل ایمان تھا کہ اس سوال کا جواب موجود ہے میرے لئے غیب ہے مگر میں ایمان رکھتا ہوں۔ اس غیب پر ایمان رکھتا ہوں جس پر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ مومن بندے ضرور ایمان رکھتے ہیں اور اس ایمان کے نتیجے میں وہ غیب جو لوگوں کے لئے غیب رہتا ہے آپ کی دعا کے ذریعے آپ کے قریب آجاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آپ خدا سے دعا مانگیں کہ مجھ اس مضمون کی سمجھ نہیں آرہی ایمان ضرور ہے کہ تو سچا ہے ایمان ہے کہ اس میں شک کوئی نہیں تو آپ حیران ہونگے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کی سوچوں میں برکت ڈالے گا اور اپنے فضل کے ساتھ آپ کے مسائل حل کرے گا۔

اس مضمون کو میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا اس میں ایک خطرہ بھی ہے اور اس راہ کے خطروں سے آپ کو آگاہ کرنا لازم ہے۔ بعض لوگ جو یہ سفر کرتے ہیں تو اپنے حاصل کردہ مطالب کو پھر وہ اپنی اہمیت دیتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں سب کچھ مل گیا ہے اور وہ اپنی بڑائی بتانے کی خاطر بعض دفعہ مجالس میں سوال کرتے ہیں اس مسئلے کا حل بتاؤ اور وہ سمجھتے ہیں ہمارے سوا کسی کو نہیں پتہ چلے گا۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کا حل غلط ہوتا ہے کیونکہ سفر کے آغاز سے پہلے نیت کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ للہ خدا سے سوال کریں اللہ کی خاطر اور انکسار کے ساتھ اور تقویٰ کا ایک معنی انکسار بھی ہے۔ جتنا بڑا متقی آپ دیکھیں گے اتنا ہی زیادہ وہ منکسر ہو گا۔ وہ اپنے نفس کو اتنا ہی خدا کے حضور جھکائے گا۔ وہ جب سوال کرتے ہیں تو لازماً اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دیتا ہے کیونکہ جن کے دل میں انانیت ہو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خود سیکھ لیا ہے اور یہی سب کچھ ہے اور یہ نہیں معلوم کرتے کہ قرآن کریم کی دوسری آیات مضمون سے ٹکرا رہی ہیں اور قرآن کی ہر آیت، دوسری آیت کو تقویت دینے والی ہے نہ کہ اس میں شک پیدا کرنے والی۔

پس جو بھی ماحصل ایسے لوگوں کا ہو گا جس میں قرآن کریم سے شک دور ہونے کی بجائے شک پیدا ہو گا ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں کہ جن کو "لاریب فیه هدی للمتقین" کے مضمون

خدمت میں عظمت

بیس سالہ خدمت کا اعلیٰ معیار

MAYFAIR REISEN 1977- 1997

ہم الفضل کے تمام قارئین کو پاکستان کے ۵۰ ویں یوم آزادی پر مبارک باد پیش کرتے ہیں

جرمنی میں اولین پاکستانی اور واحد ٹریول ایجنسی
جو ایک ہی نام سے اور ایک ہی دفتر سے گزشتہ بیس سال
سے اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں مصروف ہے
ہم دوسری ایر لائنوں اور قومی ایرلائن PIA کے ٹکٹ اپنے
آفس سے جاری کرتے ہیں۔
ہمیں PIA کے ٹکٹ ہولڈر ایجنٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے

IRFAN KHAN
Heimtextilien, Reiseburo, Uternehmer
Und Handel Gesellschaft
Tel: 06074 - 881256 - 881257
Fax: 06074 - 881258

کی سمجھ نہیں آئی۔ غیب تو کوئی نہیں ہے مگر متقی ہونا ضروری ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے جب آپ دعا کر کے قرآن کریم کے مضامین کو سمجھیں یا اس سے التجا کریں کہ وہ آپ کو سمجھائے تو متقی بنیں اور پھر چونکہ اولو العلم کے پاس عام لوگوں کا جانا ضروری ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں اور تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر کا مطالعہ کریں اور ساتھ ساتھ اپنے حاصل کردہ کو پرکھتے رہیں۔ اگر وہ ان کسوٹیوں پر پورا نہ اترے جو اولوا العلم کی کسوٹیاں ہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور تقویٰ اختیار کریں پھر آپ کے دل کو ہر قسم کے شک سے پاک کیا جائیگا مگر قرآن کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ براہ راست بھی اس سے کچھ چکھیں اور اللہ تعالیٰ کے مضامین لامتناہی ہیں۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایسے غور کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کچھ نکات عطا فرماتا ہے۔ اگر وہ متقی ہوں تو وہ فتنے کا موجب نہیں بنتے۔ اگر وہ متقی نہ ہوں تو وہی نکات تردد اور شک اور فتنوں کا موجب بن جایا کرتے ہیں اور یہ منازل بعد کی منازل ہیں۔ لیکن آغاز میں وہ برتن تو حاصل کریں جن کو بھرنا ہے اور اکثر جگہ برتن موجود نہیں۔ یہ مجھے فکر ہے جو اس سفر کے دوران پہلے سے بہت زیادہ بڑھکر میرے سامنے ابھری ہے۔ بھاری تعداد میں ایسے احمدی گھر ہیں جن کو روزانہ پانچ وقت نمازیں پڑھنے اور بچوں کو پڑھانے کی توفیق نہیں ملتی اور ایسے ہیں جن کو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کی اور بچوں کو تلاوت قرآن کریم کروانے کی توفیق نہیں ملتی۔ اب یہ لوگ ہیں جن کے گھروں میں آسمانی دودھ کے نازل ہونے کے لئے برتن بھی موجود نہیں۔ اگر برتن نہیں ہوگا تو بارش کے دوران آپ چلو بھر پانی پی کر پیاس تو بجھا سکتے ہیں مگر جب بارش آکے گزر جائے اور ہر طرف خشکی ہو تو آپ کے پاس کچھ بھی پیاس بجھانے کے لئے نہیں ہوگا۔

پس نمازوں کا آغاز نمازوں کے برتن قائم کرنے سے ہوتا ہے۔ تلاوت کا آغاز تلاوت کے برتن قائم کرنے سے ہوتا ہے اور برتن سے میری مراد یہ ہے کہ شروع کردیں تلاوت پھر رفتہ رفتہ علم بڑھائیں اور تلاوت کو معارف سے بھرنے کی کوشش کریں، معارف سے پہلے علم سے بھرنے کی کوشش ضرور کریں۔ اور اگر آپ اس ترتیب کو سامنے رکھیں گے تو وہ جو لغزش میں نے بیان کی تھی اس سے کسی حد تک بچ سکتے ہیں۔ عرفان سے پہلے عمل ہونا چاہئے اور بغیر علم کے جو عرفان ہے یہ خیالی عرفان ہے، اکثر ٹھوکروں والا عرفان ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اولوالعلم کہہ کر متوجہ فرمایا کہ تم نے کچھ پوچھنا ہے تو اولوالعلم سے پوچھا کرو اور آنحضرت ﷺ کے عرفان کا ذکر بعد میں فرمایا ہے علم کا ذکر پہلے فرمایا ہے۔ "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" پہلے کتاب کی تعلیم دیتا ہے حکمت یعنی عرفان کی باتیں بعد میں آتی ہیں۔

تو وہ نوجوان جو بڑے ہوں یا چھوٹے اگر وہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے اس کا علم نہیں رکھتے یعنی ظاہری معانی جو عربی زبان سے حاصل ہو سکتے ہیں اس پر توجہ نہیں کرتے تو ان کو مجلسیں لگا کر عرفان کی باتیں کرنے کا حق ہی کوئی نہیں۔ وہ جاہل ہیں اور لوگوں کو بھی جہالت کی طرف بلانے والے ہیں وقتی طور پر اپنی بڑائیاں دکھاتے ہیں مگر حقیقت میں ان کو قرآن کریم کا علم ہی نہیں ہے۔ تو علم کے حصول کے لئے پھر رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے بہت سی لغات کی کتب ہیں جن کو دیکھنا پڑتا ہے، بہت سے علماء سے استفادہ کرنا پڑتا ہے تو بنیادی طور پر پہلے علم کو بڑھائیں۔ اور علم کو بڑھائیں گے تو علم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف بھی متوجہ ہونگے کیونکہ یہ وہ باتیں ہیں جن کی طرف آپ کے بچے ابھی توجہ دے نہیں سکتے۔ اس لئے میں آپ کو بعد کی باتیں بھی اشارۃً بتا رہا ہوں لیکن فی الحقیقت زور اس بات پر دے رہا ہوں کہ آغاز کی باتوں کو پکڑلیں اور آغاز کی باتوں پر قائم ہو جائیں باقی باتیں اللہ سنبھال لے گا۔ اور آغاز کرنے والوں کو خدا تعالیٰ خود انگلی پکڑ کر سفر کے آخر تک پہنچا دیا کرتا ہے اور سفر کے آخر سے مراد یہ ہے کہ موت تک وہ اس سفر میں ہمیشہ آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں اس سفر کا کوئی آخر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کینیڈا کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے اور باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی۔ **میں چاہتا ہوں کہ اس صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔** اس کو کہیں تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے۔ اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو، خالی تلاوت نہیں کرو۔ اور جب یہ آپ کام کرلیں گے تو پھر ارد گرد مساجد بنانے کی کوشش کریں اور ان نمازیوں کو گھروں سے مساجد کی طرف منتقل کریں کیونکہ وہ گھر جس کے بسنے والے خدا کے گھر نہیں بساتے قرآن کریم سے اور آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ایسے گھروں کو ویران کردیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ان تقاضوں کو پورا کریں۔

اب مساجد کی باتیں ہو رہی ہیں تو ایک ایسی خبر جس سے جماعت کو تکلیف پہنچی ہے اور پہنچے گی جو سنیں گے وہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں اور دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ مسجد احمدیہ دوالمیال وہ مسجد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے ہی جماعت احمدیہ کے قبضے میں رہی ہے کیونکہ وہ صحابی جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا وہی نمازی تھے جو اس مسجد کے نمازی تھے اور ان کے امام بھی ساتھ ہی احمدی ہو گئے۔ پس پوری کی پوری مسجد اپنے نمازیوں سمیت احمدی ہوئی اور سو سال سے زائد عرصے سے یہ ہمارے پاس چلی آرہی تھی۔ اس سال شروع میں جنوری میں وہاں کے مولویوں نے شرارت شروع کی اور ایک سول جج کی عدالت میں یہ مقدمہ دائر کیا گیا کہ اس مسجد میں احمدیوں کا داخلہ بند کیا جائے کیونکہ یہ احمدیوں کی مسجد نہیں، جب یہ تعمیر ہوئی تھی تو سو سال پہلے غیر احمدیوں نے تعمیر کی تھی۔

اول تو اتنی احمقانہ بات، اس سول جج کو اتنی سی بات تو دکھائی دینی چاہئے تھی کہ ایک سو سال سے ان کے قبضے میں چلی آرہی ہے اب ان کو کیا سوجھی ہے۔ اگر مقدمہ کرنا تھا تو اس وقت کرتے لیکن ضیاء الحق کے آرڈیننس سے بھی فائدہ اٹھانا تھا تو اس کو بھی تو مدت گزر چکی آج کون سی نئی بات ہوئی ہے کہ اس مسجد کو احمدیوں سے خالی کروایا جائے۔ اگر آرڈیننس کا عذر ڈھونڈتے ہیں تو آرڈیننس کو آئے ہوئے لمبا عرصہ گزر گیا کسی نے مقدمہ کیا؟ کسی نے کیوں نہیں مقدمہ کیا مگر ملی بھگت ہوئی ہے اور ایسی جاہلانہ شرارت ہے کہ عقل اس شرارت پر لعنت ڈالتی ہے۔ جب مقدمہ ہوا تو جج صاحب نے کچھ ایسی باتیں کہیں جس پر وہاں کی جماعت نے، ہمارے وکلاء وغیرہ نے اس بات پر مجھے اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ یہ جج پہلے تو مخالف ہوا کرتے تھے اب کچھ ٹھیک ہو رہے ہیں۔ میں نے اس پر جواباً ان کو لکھا کہ آپ کو ٹھیک دکھائی دے رہے ہیں مجھے ٹھیک نہیں دکھائی دے رہے انہوں نے آخر گڑبڑ کر جانی ہے کہیں۔ لیکن خوش فہمی کا شکار لوگ اسی طرح رہے کہ ہاں جی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ اور اچانک ۳۰ رجون کو ان صاحب نے ہمارے خلاف فیصلہ جاری کردیا اور کہا کہ احمدی مسئول علیہم مسجد میں داخل نہ ہوں اور نمازیں ادا نہ کریں۔ اور اس فیصلے سے چار دن پہلے غیر احمدیوں کی مسجد کے امام نے اس کا یہ فیصلہ لوگوں کو سنا دیا۔ اب جہاں عدالتوں کا یہ حال ہو تقویٰ سے عاری فیصلے ہوں وہ اگر نمازی وہاں جائیں گے بھی تو مسجد کو سوائے اس کے کہ ویران سے ویران تر کردیں، اپنی ویرانیاں ساتھ لے کر جائیں اور احمدیوں کے خلاء سے جو ویرانی پیدا ہوگی اس کو اور بھی زیادہ ویران بنا دیں گے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر آپ کو، جماعت کو مطلع کرتا ہوں کہ جو کوششیں ہیں جماعت کی طرف سے وہ تو ہونگی مگر احمدیوں کو مسجد سے کوئی محروم نہیں کر سکتا۔ یہ یقین رکھیں **ساری دنیا بھی زور لگائے تو احمدیوں کو مسجد سے محروم نہیں کر سکتی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا نے میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔** اب لگالیں زور۔

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

میں نے ان کو کہلا کے بھجوایا ہے کہ گلیوں میں نمازیں پڑھو۔ تم نے دکھاوا تو نہیں کرنا خدا کی خاطر نمازیں پڑھنی ہیں۔ تو گلیوں میں نمازیں پڑھو اور خدا کو پکارو کہ تیرے رسول نے ہمیں بتایا تھا کہ یہ تمہارے لئے مسجد بنادی گئی ہے اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ ان کوششوں میں کیسی برکت ڈالتا ہے احمدیوں سے پہلے بھی جب بھی مسجد چھیننے کی کوشش کی گئی یا چھینی گئی تو خدا نے اس کے بدلے ہمیں سینکڑوں ہزاروں مساجد عطا فرمائیں۔ اب بھی جماعت احمدیہ کینیڈا کو میں مساجد ہی کی طرف متوجہ کر رہا ہوں تو اب دو یا چار مسجدوں کا انتظار نہ کریں جو بہت عظیم الشان دکھائی دیں، انسان کو عظیم الشان دکھائی دیں اور اللہ کی نظر میں ان کی کوئی بھی قیمت نہ ہو۔ **ایسی مسجدیں بناؤ جو چاہے دو دو چار چار کی ہوں چاہے وہ خدا کی نظر میں عظمت رکھتی ہوں کیونکہ وہاں جانے والے تقویٰ کی زینت لے کر جائیں اور اللہ کے پیار کی نظر ان مساجد پر پڑے اور نمازیوں پر پڑے** اس طرف توجہ دیں اور پورا زور لگائیں کہ زیادہ سے زیادہ مساجد سے آپ نے کینیڈا کو آباد کر دینا ہے۔ اور تقویٰ والے نمازی ان مساجد میں جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا ذاتی تجربہ حاصل کریں۔

دور کی نظر سے رحمتیں دیکھنا اور بات ہے۔ بادل کو آپ سو میل دور برستے دیکھیں تو مزہ تو شاید آئے گا لیکن کہاں آپ کے گھر پہ بادل کا برسنا۔ تو ان مساجد پہ خدا کی رحمتیں برستی خود دیکھیں پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجدیں بنانا کیا مقام رکھتا ہے اور ان مساجد کو خدا کی خاطر آباد کرنا کیا مقام رکھتا ہے۔ ایسے لوگوں کے گھر خدا آباد کر دیتا ہے ان کی نسلوں کے گھر آباد کرتا ہے۔ **آپ ایک مسجد خدا کی خاطر بنائیں، خدا اس کے نتیجے میں آپ کے گھروں کو نسلاً بعد نسل آباد کرتا چلا جائے گا۔** پس میں امید رکھتا ہوں کہ تقویٰ کے ساتھ اس قدم کو آگے بڑھائیں گے۔

اور اب آخر پر ایک نماز جنازہ کے متعلق اعلان کرنا ہے میرے عزیز جو میری بیگم آصفہ کے بڑے بھائی تھے مرزا نسیم احمد صاحب ان کی وفات کی پرسوں اطلاع ملی ہے۔ وہ ہمارے بچپن کے کھیلے ہوئے تھے ۱۴ر اگست ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے گویا مجھ سے تقریباً دو سال بڑے تھے لیکن کبھی ہمیں اپنی عمر کا تفاوت معلوم نہیں ہوا اور ہمیشہ ایک ہم عمر کی طرح بچپن میں بے تکلف دوست کے طور پر بڑھے۔ ان کے متعلق میں پہلے تو یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ جن کو الہام کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق ملی اور اس لحاظ سے حضرت مصلح موعود تین کو چار کرنے والے بنے یعنی تین بیٹے روحانی طور پر تھے اور چوتھا اس میں داخل ہونا تھا۔ پس حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کو اس الہام کو پورا کرنے کی توفیق ملی۔ اور آپ کے بیٹے مرزا رشید احمد صاحب کی شادی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی عزیزہ امتہ السلام سے ہوئی تھی۔ ان کے بچوں میں بڑی قدسیہ بیگم تھیں جو ایک حادثے میں فوت ہو چکی ہیں، بہت پہلے فوت ہو گئی تھیں اور اب سب بچوں میں مرزا نسیم احمد صاحب سب سے بڑے تھے۔ ان کی شادی حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی شاہدہ بیگم سے ہوئی۔ اس طرح ہمارے خاندان میں رشتے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر جو نہ جاننے والوں کے لئے الجھن کا موجب بن جاتے ہیں، ہمارے لئے جو جانتے ہیں محبتیں بڑھانے کا موجب بن جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب آجاتے ہیں۔ ذکر خیر میں کچھ نہ کچھ ایسا ذکر چاہئے جس میں نماز جنازہ کے وقت توجہ ہو اور انسان دل ڈال کر دعا کر سکے۔

مرزا نسیم احمد صاحب میں بعض خوبیاں تھیں جو ان کو منفرد کرتی تھیں اور میں پوری سمجھ کے ساتھ، غور کے بعد یہ میں لفظ کہہ رہا ہوں کہ آپ ایک منفرد انسان تھے۔ آپ کی ساری عادتوں میں انفرادیت پائی جاتی تھی۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ کبھی کسی کی برائی نہیں کی۔ ساری عمر میں نے غور کر کے دیکھا ہے کسی نے دکھ بھی دیا ہے تو برداشت کیا ہے۔ کبھی بھی دل نہیں دکھایا کسی کا اور ایسے انسان یقیناً اللہ کو پیارے ہوا کرتے ہیں۔ بہت مواقع پر میں نے بڑے غور سے دیکھا کبھی بہنوں کی طرف سے، کبھی دوسروں کی طرف سے، بھائیوں کی طرف سے، عزیزوں کی طرف سے ایسی باتیں ہو جاتی تھیں جس کے نتیجے میں ان کو دکھ تو لازماً پہنچتا ہو گا لیکن جواباً کبھی ایک حرف نہیں کہا اور جب بھی بات کی شگفتہ کی اور اس پہلو سے بھی ان کی انفرادیت ہے جس میں میں نے ان کا کوئی شریک کبھی نہیں دیکھا۔

مزاح کی عادت تھی مگر ایسا لطیف مزاح اور ان کا انداز ایسا کہ کبھی جس نے ان کے پاس بیٹھ کر ان کے مزاح کے نمونے دیکھے ہوں وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ کبھی کسی اور انسان میں وہ انداز نہیں ہے جو ان میں تھا اور اچانک مجلس کھلکھلا اٹھتی تھی اور کوئی ان کی نقل اتار نہیں سکتا تھا۔ میری بیوی آصفہ میں کچھ اپنے بھائی والی بات تھی کہ ان کا مزاح کچھ مرزا نسیم احمد کے مزاح کا رنگ رکھتا تھا لیکن ان کی جو خصوصیت تھی وہ بہرحال خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص تھی۔ غریبوں کے ہمدرد، دل کے بہت نرم لیکن خفیہ ہاتھ سے خدمت کرنے والے۔ چندوں میں خدا کے فضل سے باقاعدہ۔ اپنی ساری اولاد کو خاص طور پر بیوی شاہدہ کی مدد کے ساتھ انہوں نے دین پر قائم کیا ہے۔ کچھ کمزوریاں تھیں جن کے پیش نظر وصیت نہیں کر رہے تھے کہتے تھے میں نے کرنی ہے اور پورا زور لگا رہے تھے کہ میں اپنی نظر میں ایسا ہو جاؤں کہ میں وصیت کے قابل شمار کیا جاؤں۔ نمازوں میں باقاعدہ ہو گئے اور بہت سی چیزوں میں ترقی کرنی شروع کی لیکن عمر نے اس طرح ساتھ نہیں دیا۔ چنانچہ خواہش کے باوجود وصیت نہیں کر سکے لیکن حائل صرف خود تھے۔ مالی لحاظ سے بالکل کوئی پرواہ نہیں تھی۔ لیکن یہ تھا کہ میں اپنی دینی حالت اور اخلاقی حالت کو خدا کی نظر میں ایسا بنا دوں کہ میں کہہ سکوں کہ ہاں میں موصی ہوں اور اسی انتظار میں دیر کر رہے تھے حالانکہ جو دیکھنے والا انسان ہے وہ ان کو دیکھتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ ان کی وصیت قبول نہ کی جاتی۔ چنانچہ میں نے ایک دو دفعہ کہلا کے بھی بھجوایا کہ آپ وصیت کریں مگر اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہے وہ بخشش میں وصیت کا محتاج نہیں ہے۔

ان کے ایک بیٹے عزیزم بشیر احمد سے میری بیٹی طوبیٰ کی بھی شادی ہوئی تھی اور پچھلے کچھ عرصہ سے طوبیٰ سے بہت پیار کرنے لگے تھے۔ عام طور پر یہ اپنے چھوٹے عزیزوں سے بے تکلف نہیں ہوا کرتے تھے۔ مجلسیں بیرونی تھی اور باہر کے دوست ان پر عاشق تھے۔ اس پہلو سے کہ علم کے لحاظ سے بھی وسیع العلم، سیاست کا وسیع علم اور مجالس کو ہمیشہ اپنے لطیفوں سے مہکائے رکھتے تھے۔ بہت بڑے بڑے دنیا کے انسان ان کے انتظار میں رہتے تھے کہ کبھی میاں نسیم آئیں تو ہم ان کے ساتھ مجلس لگائیں۔ اور مجھے پتہ چلا ہے کہ کثرت سے ایسے لوگ آرہے ہیں اور بہت غیر معمولی دکھ کا اظہار کر رہے ہیں تو آخری دنوں میں طوبیٰ سے بھی اور طوبیٰ کے میاں بشیر سے جو ان کا پہلے بھی خاص عزیز تھا ان سے رات کو مجلسیں لگایا کرتے تھے اور کافی قریب تھے۔

بہرحال بہت سی باتیں ہیں جو کی جا سکتی ہیں لیکن میرا دل اس وقت ان باتوں کے ذکر کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے ایک مصرعہ ان پر صادق آتا ہے کہ "حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا" ان جیسا میں نے اور کوئی انسان نہیں دیکھا۔ اپنی کمزوریوں میں بھی منفرد، اپنی طاقتوں میں بھی منفرد اور سارے دوست اب وہاں پہنچ کے یہ کہہ رہے ہیں کہ اب ہمیں اور نسیم کبھی نہیں ملے گا اور اس میں مبالغہ نہیں ہے۔ جو ان کو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایسا آدمی دنیا میں شاذ کے طور پر ہو سکتا ہے جس طرح کہ ان کے اندر خوبیوں کا اجتماع تھا۔ کم گو، پاک دل، کبھی کسی کی برائی نہیں کی، کبھی غصے سے کسی کا جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے دل پر بوجھ لینے والے اور بنی نوع انسان سے خصوصاً غرباء سے بہت محبت کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ ان کی ساری اولاد کو اللہ تعالیٰ صبر اور ہمت عطا فرمائے اور ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم سب نے وہیں جانا ہے جہاں نسیم گئے ہیں۔ آج نہیں تک کل جائیں گے موت کو نہیں بھلانا چاہئے۔ اور موت کے سفر سے پہلے وہ زاد راہ جس کا میں نے ذکر کیا ہے وہ سنبھالنے کی کوشش کریں تاکہ جب بھی بلاوا آئے خدا کے حضور اس کے پیار کی نظریں حاصل کرتے ہوئے حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنا ضروری ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہم تن تیار رہنا چاہئے او جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک سمجھتا ہے ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ ۴۰۷)

فرانس کے کاروباری احباب کی توجہ کے لئے

اگر کوئی احمدی فرانس میں شیزان کی ایجنسی آسان شرائط پر لینا چاہتے ہوں تو ہم سے رابطہ کریں۔
رقم کی ادائیگی ڈالر یا پاؤنڈ کی صورت میں پیشگی لی جائے گی۔ پورے یا نصف کنٹینر کا آرڈر دینا ضروری ہو گا

Muhammad Suleman Tariq

13 Portman Gardens, Hillingdon Middx VB10 9NT

Tel: 01895 234 525 Fax: 01895 234 155

بقیہ : رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر ۲

سو ہی افراد زیادہ آنے کا امکان ہے۔ لیکن ان کی اس سوچ سے ہٹ کر میرے دل میں یہ بات گڑ چکی تھی کہ انشاء اللہ اس سال حاضری غیر معمولی بڑھے گی۔ جس طرح ۱۸۹۷ء کے جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ محسوس فرمایا کہ اس جلسہ کی حاضری توقع سے بڑھ چکی ہے۔ جہاں تک آج اس جلسہ کی رپورٹ کا تعلق ہے گزشتہ سال دوسرے روز کی حاضری ۹۵۶۱ تھی اور آج کے دوسرے اجلاس کی حاضری ۱۳۴۵۶ ہے۔ یہ ایسی تعداد ہے کہ ہم ۱۸۹۷ء کے جلسے کا پھل کھا رہے ہیں اور وہی بات پوری کر کے دکھادی۔ آئندہ کے لئے بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تمنائیں جو جماعت کے حق میں تھیں انشاء اللہ وہ ہمارے حق میں پوری ہوتی رہیں گی۔

حضور نے فرمایا یہ مباہلے کا سال ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار ۱۸۹۷ء اور دیگر اشتہارات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس مباہلہ کی اس سال کے مباہلہ سے مماثلتیں دکھائی دیتی ہیں۔ اس سے پہلے جو میں نے مباہلہ کیا وہ چند مولویوں کی ناکامی اور ہلاکت سے متعلق تھیں۔ لیکن اس کو اکثر نے اس وجہ سے ٹال دیا کہ حاضر ہونا مشکل ہے۔ تم وہاں حاضر ہو، وہاں آؤ، ان چکروں میں پڑ کر انہوں نے اس بات کو ٹال دیا۔

امسال خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اس چیلنج کو عام کر دوں اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بنا کر دکھادوں۔ بنانا تو خدا نے ہی تھا۔ لیکن میں اپنی طرف سے کوشش کروں کہ دنیا دیکھ لے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ظاہر ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا میرے مباہلے کے چیلنج پر ۲۱ علماء نے مشترکہ بیان جاری کیا اور اپنی اپنی مساجد میں یوم دعا منانے کا اعلان کیا۔ اس میں جرمنی بھی شامل ہو گیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی ذات پر گندی بکواس کی گئی۔ اور کہا گیا کہ ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ احمدیت کی لئے ذلت و رسوائی ہو گی۔ آواز اخبار نے یہ کارروائی شائع کی۔ اسی طرح اخبار جنگ یکم جنوری ۱۹۹۷ء نے لکھا کہ پورے ملک میں قادیانیت سے نجات کے لئے یوم دعا منایا گیا۔ اور علماء امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کا زوال مقدر بن چکا ہے۔ ملک بھر میں یوم دعا منانے جانے والوں سے ۳۱ علماء نے خطاب کیا۔ الحمد للہ اس طرح فرار سے ہٹ کر وہ مقابل پر آگئے۔

حضور نے فرمایا کہ میں عمومی طور پر احمدیت کی تائید میں تازہ نشان مانگ رہا تھا اور عمومی دشمنوں کی ہلاکت ار ذلت کا نشان مانگ رہا تھا۔ لیکن مباہلہ کے آٹھ دن کے اندر ایک ایسا معاند احمدیت ہلاک ہوا جس کے متعلق سارے پاکستان میں صف ماتم بچھ گئی۔ اور شہ سرخیوں میں خبر اس طرح شائع ہوئی۔ "سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی کی ہلاکت۔ لاہور میں بم دھماکہ۔ ۳۰ افراد ہلاک۔ دھماکہ سے آگ لگ گئی۔ لاشوں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ متعدد لاریاں تباہ۔ ہر طرف خون ہی خون۔ کوئی بھی مدد کو نہیں پہنچا۔ یہ پہلا نشان تھا۔

دوسرا نشان حج کے موقع پر رونما ہونے والا آگ کا حادثہ تھا۔ حج سے واپسی پر جو احمدیوں نے گواہیاں دیں وہ یہ تھیں کہ آگ لگنے سے ایک روز پہلے خانہ کعبہ کے غلاف کو تھام کر ایک مولوی یہ کہہ رہا تھا اور پاکستان کے مولوی اور دوسرے لوگ اس کے پیچھے لگ گئے تھے، کہ میں فلاں شخص مرزا طاہر احمد کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں، اے اس خانہ کے خدا اگر میں سچا ہوں تو احمدیت کو ہلاک کر اور اگر وہ سچے ہیں تو ہماری ہلاکت کا کوئی نشان ظاہر کر۔ اس دعا کے بعد جو آگ کا واقعہ ہوا ہے اس آگ میں وہ مولوی جل کر مر گیا۔

حضور انور نے اس تسلسل میں متعدد واقعات تفصیل سے بیان فرماتے ہوئے مباہلہ کے سال میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی کامیابیوں کا ذکر فرمایا کہ ۱۵۳ ممالک میں احمدیت پھیل چکی ہے۔ کروایشیا میں بھی احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اور ان کے نمائندے اس جلسہ میں موجود ہیں۔ حضور نے بتایا کہ جرمنی جماعت کی ہمہ تن کوششوں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے بلغاریہ، بوزنیا، البانیہ، سلوانیہ، میسوڈونیا اور مکرونیہ میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ اعداد و شمار پیش فرماتے ہوئے حضور نے بتایا کہ ۲۲۳۶ مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ پاکستان میں جو ہماری مساجد پر ظلم ہو رہے ہیں اس کے مقابل پر ۱۹۸۴ء سے اب تک ۵۰۴۵ نئی مساجد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ ۲۲۳۶ مساجد نمازیوں سمیت احمدیت کو ملی ہیں۔

حضور نے مختصراً افریقہ کے ممالک بورکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، گیمبیا اور غانا کی تبلیغی کوششوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ فضلوں کی بارش آسمان سے برسی ہے۔ مولویوں کی تعلیوں کے مقابل پر جماعت کی کامیابیاں نمایاں طور پر سامنے ہیں۔

گزشتہ سال ۱۶ لاکھ افراد کو بیعت کی توفیق ملی۔ میری خواہش تھی کہ اگلا سال تین ملین کا سال بن جائے۔ انشاء اللہ دنیا کی تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ ہوگا جو کبھی دنیا نے نظارہ نہیں کیا کہ ایک مذہب میں ایک وقت میں تین ملین انسان بیک وقت شامل ہوں۔ حضور نے اعلان فرمایا کہ امسال ۳۰ لاکھ چالیس ہزار ۵۸۴ بیعتیں ہوئی تھی۔ یہ ہماری عاجزانہ دعائیں اور کوششیں تھیں جو خدا تعالیٰ نے قبول کیں اور آسمان سے ۳۰ لاکھ احمدیوں کی بارش ہوئی۔

اس موقع پر حضور انور نے گنی کے ممبر پارلیمنٹ جو کمشنر بھی ہیں ان کی تبلیغ فرمانے کے ذکر کے بعد دعوت دی کہ حاضرین سے مختصر خطاب فرمائیں۔

انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ حضور انور جو فرما رہے ہیں وہ حقیقت ہے۔ ہم ممبران پارلیمنٹ بفضل خدا احمدی ہیں اور احمدیت کے لئے کوشاں ہیں۔ اس موقع پر غانا اور آئیوری کوسٹ کے مندوبین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ کی ان کامیابیوں کے ذکر کے بعد اپنے خطاب کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حیرت انگیز انقلاب جماعت میں پیدا کر دیا ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت اب روک نہیں سکتی۔

(رپورٹ مرتبہ: بشیر الدین احمد سامی، نمائندہ الفضل برطانیہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

بھی یہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے دشمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ جو کچھ تمہارے بس میں ہے میرے خلاف کر گزرو مگر یاد رکھو کہ تم میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے خدا مجھے ضرور بڑھائے گا اور پھلنے پھولنے دے گا یہاں تک کہ قومیں مجھ سے برکت پائیں گی۔

حضور انور نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو جائیں کیونکہ اس کشتی کے متعلق خدا تعالیٰ نے حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ اس کشتی میں آگئے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ تقدیر الٰہی ہے جسے دنیا میں بدلنے کی طاقت نہیں اور یہی تقدیر ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور اس مباہلہ کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ عظیم کامیابیاں عطا فرمائیں جن کا ذکر میں نے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر کیا تھا۔ انشاء اللہ ان کامیابیوں کا ذکر آئندہ چلتا رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کامیابیوں کو دیکھ کر دشمن حسد میں جل رہا ہے کیونکہ کامیابیوں کے بطن سے ضرور حسد پیدا ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اسی لئے مومنوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ ﴿و من شر حاسد اذا حسد﴾۔ یہ دعا پڑھ کر خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں۔ حضور انور نے افریقن ممالک میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک نہایت گھناؤنی سازش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سازش پاکستان اور سعودی عرب کے اشتراک سے پنپی ہے اور کویت میں اس نے نئے رنگ پکڑے ہیں۔ دشمن کی سازش ہے کہ مذہب کے نام پر اختلاف پیدا کرے اور افریقہ کے ایک حصہ کو چھین کر پاکستان کا سیٹلائٹ بنا دیا جائے تا کہ وہاں سے باقی افریقن ممالک میں احمدیت کے خلاف فساد پھیلے۔

آپ نے جماعت کو نصیحت کی کہ حسد سے بچنے کی دعا کثرت سے کریں اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنا ہی دراصل کشتی نوح میں سوار ہونا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن مصیبت کے وقت نہیں بلکہ مصیبت سے پہلے امن کی حالت میں خدا کی پناہ میں آتا ہے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ افریقہ کی تو میں نے مثال دی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جہاں بھی احمدیت ترقی کرے گی حسد پیدا ہوگا اس لئے دل سے یہ خیال نکال دیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں ایسا نہیں ہوگا۔ ان ممالک میں بھی جب تک وہ آپ کو حقیر اور کمزور سمجھتے ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے مگر جب بھی ان کو یہ احساس ہوا کہ آپ ان کی قوم کو اپنے رنگ میں تبدیل کر رہے ہیں تو اس وقت حسد شروع ہو جائے گا۔

پاکستان کی ابتر صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ قوم اب ہلاکت کے گڑھے میں جا پڑی ہے۔ ہر جگہ ظلم و ستم اور سفاکی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے ہی لوگ تعلق کاٹ چکے ہیں۔ سورہ یونس کی آیات ۹۵ تا ۹۸ کی تلاوت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے دردناک عذاب کو نازل ہوتا دیکھ کر بھی حضرت نوح علیہ السلام کو قبول نہیں کیا تھا بلکہ ان کے نفس بہانے ڈھونڈتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا معاملہ اب ہمارے سامنے رونما ہونے والا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ پاکستانی قوم کے لئے خصوصاً مسلمانوں کے لئے ہمارے دلوں سے دعائیں نہ نکلتی ہوں۔

آپ نے جماعت احمدیہ کو بھی پاکستان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر ہلاکت سے محفوظ رکھے اور قعر مذلت سے نکال کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچائے۔

حضور انور نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ابھی بھی اس ملک میں کچھ اچھے لوگ موجود ہیں مگر ان کی بھلائیاں دوسرے لوگوں کی بدیوں میں دب گئی ہیں۔ خدا کرے کہ ان کی نیکیاں غالب آجائیں اور ملک کی حالت سدھر جائے اور پاکستان کے لوگ کثرت سے ہماری کشتی میں سوار ہو جائیں تا کہ ڈوبنے والوں کی تعداد کم رہ جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل

کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈ سٹرلنگ

یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈ سٹرلنگ

دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈ سٹرلنگ

براہ کرم اپنی مقامی جماعتوں میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے سیکرٹری اشاعت کو مطلع کریں

(مینیجر)

تصوف کے مختلف سلسلے از صفحہ نمبر ۱۳

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جن بزرگان و اولیاء اللہ کا خصوصیت سے نام لے کر ذکر فرمایا ہے ان کے پاکیزہ سیرت کے ایمان افروز واقعات، پر حکمت ارشادات و ملفوظات اور ان کے ذریعہ ظاہر ہونے والے خوارق و معجزات کے بیان پر مشتمل مستند علمی و تحقیقی مضامین لکھنے کے لئے اہل قلم کو دعوت ہے۔ ایسے مضامین موصول ہونے پر ہم انہیں الفضل انٹرنیشنل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ (مدیر)

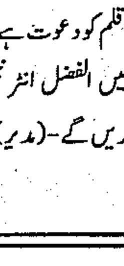

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

زبانی دعوے تو خواہ آسمان تک پہنچ جاویں

جب تک عملی طور پر کر کے نہ دکھاؤ گے کچھ نہیں بنے گا

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بقیہ : مختصرات از صفحہ اول

☆سورہ رحمان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے "کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام" تو کیا انسانیت غیر فانی ہے یا انسان بالکل نابود ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ باقی رہ جائے گا؟

حضور انور نے فرمایا ہر چیز کے فنا ہو جانے میں کوئی شک نہیں۔ سائنس دانوں نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ ایک دن ہمارے خدا کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ لیکن قیامت سے قبل کسی اور قسم کی زندگی اس زمین پر ہو سکتی ہے۔ جب قیامت آئے گی تو سب کچھ ختم ہو جائے گا لیکن اس دن سے کافی عرصہ پہلے یہ انسانی نسل ختم ہو جائے گی اور اس کی جگہ کوئی اور انسانی قسم جگہ لے لے گی اور یہ مستقبل بعید کی بات ہے۔

☆اس سلسلے میں سوال کرنے والے نے مزید پوچھا کہ کیا انسان موت کے بعد لازوال ہو گا؟ حضور نے فرمایا جس کا ماضی لازوال نہیں وہ لازوال نہیں۔ موت تو صرف تبدیلی کا نام ہے اور بدلنے والی چیز لازوال نہیں ہو سکتی۔ جو زندہ ہے وہ خدا کے منشاء کے تحت زندہ ہے اور جو چیز کسی اور کے منشاء کے تحت زندہ ہے وہ لازوال نہیں ہو سکتی۔ اس لئے زندگی کی قسم جو بعد میں آئے گی کلیۃً مختلف ہو گی اور خدا کی مرضی کے مطابق وجود میں آئے گی۔ اس لئے وہ جو زندگی بخشتا ہے لازوال ہے اور جسے زندگی بخشی جاتی ہے لازوال نہیں۔

☆علم الاعداد کے بارے میں ہم کیا سائنسی وضاحت لوگوں کو پیش کر سکتے ہیں؟

حضور نے فرمایا اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس علم کو کون اور کس طرح سے عمل میں لا رہا ہے۔ اور کیا اس کا علم اس بارے میں صحیح ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں نے اپنے آپ کو علم عدد کے لئے وقف کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ مختلف طریقوں سے ان کا حساب calculate کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ عقل و دانش کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور یہ ہندسے ہی ان کا سب کچھ بن جاتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے ہندسے بھی ہیں جن کی قرآن مجید نے تصدیق فرمائی ہے۔ یعنی ان کی باطنی logic ان کی حمایت کرتی ہے کہ وہ ٹھیک ہیں۔ حروف مقطعات اعداد کی سچائی کا اظہار ہیں۔ اس سلسلے میں یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں جہاں ہندسوں کو قرآن مجید اور ان کی اندرونی logic کی تائید حاصل ہو صرف انہیں قبول کر لینا چاہئے اور انہیں اہمیت دینے میں مبالغہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کیونکہ اگر قرآن مجید انہیں زیادہ اہمیت کا حامل سمجھتا تو یہ اعداد بالکل کھلے اور ظاہر رکھے جاتے اور آج ۱۴۰۰ سال کے بعد علماء ان کی اہمیت پر روشنی ڈالنا شروع نہ کرتے۔ یہ ایسے مسائل ہیں جن کے مخاطب خاص طور پر علماء ہیں۔ اگرچہ قرآن کریم کے احکامات عوام کے لئے قابل فہم اور آسان ہیں لیکن قرآن کے بعض حصص بڑے بڑے علماء کے لئے ہیں جو انہیں قرآن مجید کی صداقت پر یقین دلانے کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے ہندسوں کی تشریح اور وضاحت ایسے علماء کبار کے لئے ہیں۔ جب وہ ان کے معانی کو آسانی سے سمجھ نہیں پاتے تو عوام ان کی حقیقت کیسے سمجھ سکتے ہیں؟

☆اسلام Witchcraft کے متعلق کیا کہتا ہے۔ افریقہ میں یہ ایک سنگین مسئلہ ہے؟

حضور نے فرمایا افریقن احباب کو غور سے پڑھنا چاہئے۔ Witchcraft عام طور پر ان اشیاء کا علم ہے جو انسان کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اکثر Witch Doctors نے مختلف نقصان دہ جڑی بوٹیوں کا علم سیکھا ہوتا ہے مثلاً سانپ کا زہر وغیرہ۔ ان نقصان دہ چیزوں کو جس کو چاہیں بچانے یا نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اور استعمال اس طریق سے کرتے ہیں کہ کسی کو شک نہیں ہوتا کہ زہر دیا جا رہا ہے۔ کچھ زہریں ایسی ہوتی ہیں جن کا اثر آہستہ آہستہ دیر سے ہوتا ہے۔ جب وہ دی جاتی ہیں تو کچھ عرصے تک کوئی رد عمل ظاہر نہیں ہوتا اور ایسی بہت سی زہریں ہیں۔ افریقہ میں ایسی بہت سی جڑی بوٹیاں ہیں جن کا منفی اثر ہوتا ہے اس لئے Witch Doctors ان دواؤں میں specialised ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو ان دواؤں کے علم کی بنا پر اعلان کر دیتے ہیں کہ اس آدمی کو یہ ہو گا اور یہ ہو گا۔ پھر وہ ان دواؤں کو اپنے دشمن پر آزماتے ہیں۔

سقراط کو جو زہر دیا گیا ان کو پتہ تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا اور سقراط خود بھی جانتا تھا کہ ایسے ایسے ہو گا اور اس نے اپنے تاثرات اس زہر کے نتیجے میں خود ریکارڈ کروائے۔

یہ کارروائیاں کرنے والے Witch Doctors بہت برے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ نقصان پہنچانے والی جڑی بوٹیوں کے علم سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ دشمنوں کو سزا دیتے ہیں اور دوستوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایسے لوگوں کو مالی فائدہ پہنچائے گا وہ ان کے اس شیطانی علم سے فائدہ حاصل کرے گا۔

☆بعض نمازوں میں تلاوت اونچی آواز میں کی جاتی ہے اور بعض میں خاموشی سے کرنے کی کیا وجہ ہے؟

حضور نے فرمایا اس کا تعلق انسانی فطرت سے ہے۔ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان نغمگی کا خواہاں ہوتا ہے۔ ایسے اوقات میں تلاوت اونچی آواز میں کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس ایسے بھی اوقات ہیں جن میں انسان کو کیا پرند اور چرند بھی خاموش ہوتے ہیں مثلاً ظہر سے عصر تک۔ اس لئے یہ باتیں عبادات انسان اور حیوان کی فطرت کے متوازن چلتی ہیں۔

☆ایک غیر احمدی عالم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں یا اس سے کچھ کم و بیش۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مشکلات کے دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے نام کا ورد بھی کیا جا سکتا ہے۔ ہم احمدی جاننا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے کتنے نام ہیں اور کیا کسی نام کا ورد مصیبت دور کر سکتا ہے؟ اور یہ کہ کیا نماز میں ہم اللہ کی جگہ کوئی اور خدا کا نام استعمال کر سکتے ہیں۔

ان تینوں باتوں کا حضور نے باری باری جواب عنایت فرمایا:

(۱)۔ اللہ کے بیشمار نام ہیں جن کا مکمل علم کسی کو نہیں۔ لیکن وہ حواس خمسہ جو ہمیں عطا کئے گئے ہیں وہ اس طرح ہم پر ظاہر ہوتا ہے جس طرح ہم سمجھ سکیں۔ وہ محدود نہیں ہے۔ ہماری سمجھ محدود ہے۔ اس لئے ۹۹ نام ہیں یا زیادہ ہیں بالکل لاتعلق سی بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر اپنا ظہور انسان کی محدود استعدادوں کے مطابق کیا ہے۔ وہ انسان پر اپنی تجلی کا ظہور انسان کی قابلیت سے بڑھ کر نہیں کرتا۔ اگر آپ اپنا چہرہ کسی نابینا کو دکھائیں اور اس سے کہیں دیکھو میں کتنا خوبصورت ہوں۔ میری ناک دیکھو، میری آنکھیں دیکھو، تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ آپ شخصیت کے سینکڑوں اوصاف کے مالک ہیں لیکن آپ ان کا مظاہرہ ایک نابینا شخص کے سامنے نہیں کر سکتے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اپنا ظہور بلاوجہ ایسے لوگوں پر نہیں فرماتا جن کی استعدادیں بالکل محدود ہیں۔ لیکن جب آپ فوت ہو جائیں گے تو آپ کی استعدادیں تیز کر دی جائیں گی اور آپ کو کچھ نئے حواس اور اوصاف بھی عطا کئے جائیں گے۔

(۲) نام کا ورد اور دہرانا یا جپنا کسی مصیبت کو دور نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ ورد انسان میں توجہ پیدا کرنے اور قائم کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔ خدا کا ہر وصف لازوال اور بے مثال ہے اور جب اس کا ورد کریں گے تو اس کے زیادہ سے زیادہ معنی آپ پر کھلتے چلے جائیں گے۔ مثلاً رحمٰن ایک واحد وصف ہے۔ لیکن اس کے معانی تمام کائنات پر حاوی ہیں۔ یہ لفظ تخلیق اور Evolution کی تمام تاریخ کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر آپ ساری عمر صرف ایک وصف رحمان کو دہراتے رہیں تو پھر بھی اس کے وسیع معنوں پر عبور حاصل نہیں کر سکیں گے اس لئے خدا تعالیٰ کے اسماء کا ورد کا مقصد اپنے آپ کو ان وسیع معانی کو سمجھنے کے قابل بنانا ہے۔ اگرچہ حقیقی معانی انسانی تصور سے ماوریٰ ہیں لیکن آپ اپنے تصور کو ان کے ورد سے وسیع کر سکتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے جتنا زیادہ آپ رحمان کے متعلق آگاہی حاصل کریں گے اتنا ہی آپ کا تعلق اس سے بڑھتا جائے گا۔ اس لئے خدا کے وصف یا اسم کے ورد کا یہی مقصد ہونا چاہئے۔ ورنہ طوطے کی طرح ناموں کو جپنے سے کوئی مقصد حاصل نہ ہو گا۔

(۳) نماز کے دوران جہاں بھی لفظ اللہ استعمال ہوا ہے اللہ ہی استعمال ہونا چاہئے۔ دعا میں آپ خدا تعالیٰ کے دوسرے اسماء استعمال کر سکتے ہیں۔

اللہ خدا تعالیٰ کا نہ صرف پہلا نام ہے بلکہ خدا تعالیٰ کو خود بہت محبوب ہے۔ کیونکہ اس نام میں تمام اوصاف خداوندی مرکوز ہیں۔ اللہ تمام اوصاف کا .Symbol ہے۔ کیونکہ یہ نام اَلاِلٰہ سے مشتق ہو سکتا ہے۔ یعنی صرف ایک ہی عبادت کے لائق ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہی اس نام کی فلاسفی ہو۔ وہ آدم پر اللہ کے طور پر ظاہر ہوا۔ فرشتوں اور انبیاء پر بھی اسی نام سے جلوہ گر ہوتا رہا۔ حضرت سلیمان کے خط میں بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی ملتا ہے اس لئے اللہ نام کسی اور نام کے ساتھ Replace نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس ایک نام میں خدا تعالیٰ کی تمام تجلیات کو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہر باشعور انسان کبھی بھی اس نام کی جگہ کوئی اور نام استعمال میں نہیں لائے گا۔

☆کیا غربت کے خوف سے زیادہ بچے پیدا کرنا گناہ ہے کیونکہ انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضور نے فرمایا اس کے برعکس بچے پیدا نہ ہونے دینا گناہ ہے۔ کیونکہ رزق مہیا کرنا اور بچے پیدا کرنے کا سسٹم خدا تعالیٰ نے خود بنایا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اکثر غریب خاندان زیادہ بچوں کی وجہ سے امیر ہو جاتے ہیں۔ ہر بچہ اپنی قسمت خود لے کر آتا ہے۔ اس لئے انسان کو ان باتوں میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے اور فطرت کو اپنا کام کرنے دینا چاہئے۔ ہاں صرف صحت کے خطرے کے پیش نظر ضبط تولید کی اجازت ہے۔

☆خدا تعالیٰ کی صفت رحمان ہے۔ افریقہ میں بیماریوں وغیرہ کی وجہ سے اتنے مصائب کیوں ہیں؟

حضور انور نے فرمایا صرف افریقہ میں ہی نہیں تمام دنیا میں ایسا ہوتا ہے۔ جب آپ رحمان سے تعلقات کو توڑ لیتے ہیں تو رحمانیت کے فوائد آپ کو کیسے مل سکتے ہیں۔ تمام ایسے مسائل اس غلطی کا نتیجہ ہیں۔ اگر آپ رحمان سے دور ہو جائیں گے تو رحمان اپنے احسانات تم پر ٹھونسے گا نہیں۔ ہاں اگر آپ دوسرے کے لئے رحمان بن جائیں تو خدا آپ کے لئے رحمان ہو گا۔ اس لئے وہ مسائل جو آپ اپنے لوگوں کے لئے خود پیدا کر رہے ہیں وہ آپ کے رحمان نہ ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور رحمانیت سے تعلق توڑ لینے کے یہی معنی ہیں۔

☆قرآن مجید میں ارشاد ہے "و ننزل من القران ما ھو شفاء و رحمۃ للمومنین" ہم جسمانی شفاء کے لئے قرآن مجید کو کس طرح پڑھیں؟

حضور نے فرمایا آپ اس سے کوئی پیشہ تو اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا مطلب قرآن کریم کو فروخت کرنا یا سودا بازی ہو گا۔ کوئی بھی آیت جس کا شفایابی سے تعلق ہے آپ دعا کے طور پر پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم دوائی کا سسٹم نہیں ہے۔ اسے ایلوپیتھی یا ہومیوپیتھی کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا سسٹم روحانی علاج ہے۔ لیکن بعض لوگوں کو جسمانی شفاء بھی بخشتا ہے کیونکہ وہ آپ کو یہ بھول جانا نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ ہی نے جسمانی شفا کا سسٹم بھی بنایا ہے۔ اگر باقی علاج آپ کو میسر نہ آ سکیں تو پھر اسے آزمائیں۔ صرف شفا کے فائدے کے لئے نہ کسی مالی یا سودا بازی یا پیشے کی خاطر۔

☆آخری سوال سفر میں نماز قصر کے بارے میں تھا۔ جس کی حضور انور نے بالتفصیل تشریح فرمائی۔

(ا-م-چ)

عشق سامان ہو گیا آخر
جسم میں جان ہو گیا آخر

پھر یہ آنکھیں تھیں اور وہ چہرہ
اتنا حیران ہو گیا آخر

جس سے اک عمر میں گریز کیا
میری پہچان ہو گیا آخر

وہ جو اک شخص تھا تصور سا
پھر وہ ایمان ہو گیا آخر

کھلتے کھلتے سخن سخن اس کا
میرا وجدان ہو گیا آخر

ایسا گم ہو گیا وہ قرآں میں
پھر وہ قرآن ہو گیا آخر

آدمی کوئی میرے اندر تھا
پھر وہ انسان ہو گیا آخر

(مظفر منصور۔ لاہور)

تصوف کے مختلف سلسلے

(میر غلام احمد نسیم)

اسلام کی ابتداء میں تصوف کا کوئی علیحدہ طریقہ نہ تھا بلکہ شریعت کی پابندی ہی سب کے لئے لازم تھی البتہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے خدا کی رضاء کے لئے ذاتی خواہشات کی قربانی کی بلند مثالیں قائم کیں- آج کے صوفیاء انہیں بھی صوفیاء میں شامل کرتے ہیں-

حضرت رابعہ بصری، اویس القرنی، ابوالسعید الحسن بصری، ابراہیم بن آدم وغیرہ نے اپنی سادگی اور خداخوفی کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں- یہ لوگ بیک وقت علم و عمل کے پیکر تھے-

تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے مشہور صوفیا میں ابو یزید بسطامی، ابو الحسن النوری، معروف کرخی، جنید بغدادی، ذوالنون مصری وغیرہ ہیں جنہوں نے تصوف کو ایک علم کی شکل دے دی اور تصوف کی اصطلاحات وغیرہ کی تدوین کا آغاز کیا-

تصوف کے بہت سے سلسلے ہیں- ان میں سے بعض کو زیادہ شہرت نصیب ہوئی اور بعض کو کم- بعض کو ایک ملک میں اور بعض کو دوسرے ملک یا ممالک میں شہرت حاصل ہوئی- برصغیر پاک و ہند میں جن تصوف کے سلسلوں کو زیادہ شہرت ملی وہ چار ہیں: سلسلہ قادریہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ نقشبندیہ- ان چاروں سلاسل کا اور ان کے بانی، یعنی جن کی طرف یہ منسوب ہوتے ہیں کا، مختصر تعارف پیش ہے-

سلسلہ قادریہ

تصوف کے ان چاروں سلسلوں میں سے اولیت اور شہرت عام جسے حاصل ہوئی وہ سلسلہ قادریہ ہے- یہ سلسلہ شیخ عبدالقادر جیلانی یا گیلانی سے منسوب ہے- آپ کا نام عبدالقادر، کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین تھا لیکن متاخرین نے فرط عقیدت سے متعدد القاب مثلاً غوث اعظم، محبوب سبحانی وغیرہ کا اضافہ کر دیا-

آپ کو سیادت نسبی دونوں طرف سے حاصل تھی- والد کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت حسنؓ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت حسینؓ تک- اسی لئے نام کے ساتھ سید حسنی و حسینی لکھا جاتا ہے- آپ کی ولادت ۴۷۰ھ/۱۰۷۸ء بمقام "نیف" علاقہ گیلان میں ہوئی- گیلان جسے عرب جیلان کہتے ہیں طبرستان میں واقع ہے- آپ ۱۸ سال کی عمر میں بغداد چلے آئے- تکمیل تعلیم یہیں ہوئی- سلسلہ تعلیم کی ابتداء قرآن مجید سے ہوئی- پھر تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تاریخ اور ادب عربی کی تحصیل اور باضابطہ تکمیل اپنے زمانہ کے کامل استادوں اور ماہرین فن سے کی- وسعت علم و نظر کی گواہ خود آپ کی تصانیف ہیں-

طریق باطنی یعنی تصوف کی تعلیم شیخ حماد، قاضی ابو سعید مبارک مخزومی اور شیخ ابو یوسف ہمدانی سے حاصل کی- شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کی بیعت کی اور ان سے ہی خرقہ خلافت ملا- آپ نے بہت ریاضتیں کیں- آپ کے وعظ میں بڑی تاثیر تھی-

تصانیف:

شیخ عبدالقادر کثیر التصانیف تھے- بہت سی کتب اور رسائل لکھے- مشہور یہ ہیں: غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی-

صحیفہ زندگی کی ہر سطر احکام شریعت کے مطابق و ماتحت تھی- وعظ بیان فرماتے تو قرآن کریم سے- مکتوب تحریر فرماتے تو بھی اسی سرچشمہ نور و ہدایت سے- تعلیمات میں سب سے زیادہ زور پابندی شریعت اور پیروی سنت پر ہوتا-

سفرِ آخرت:

۱۱/ربیع الآخر ۵۶۱ھ/۱۴/فروری ۱۱۶۶ء کو ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور بغداد کے مدرسہ باب الارج میں مزار بنا- ان کا مزار مسلمانوں کی بڑی زیارت گاہوں میں سے ایک ہے-

برصغیر میں سلسلہ قادریہ سید عبدالقادر جیلانی کے پوتے سید صفی الدین کے ذریعہ آیا- ملتان سے آغاز ہوا اور پھر سارے ملک میں پھیل گیا-

خصوصیات:

قادری سماع بالمزامیر کے خلاف ہیں- ان کے حلقوں میں موسیقی کا بہت کم دخل ہے- درود شریف کو بہت اہمیت دیتے ہیں- ان کے نزدیک ذکرِ خفی اور جلی دونوں جائز ہیں- ان کے درویش بالعموم سبز پگڑی پہنتے ہیں-

سلسلہ سہروردیہ

یہ سلسلہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے منسوب ہے- کہا جاتا ہے کہ دراصل اس طریق تصوف کی بنیاد شیخ ابوالنجیب نے ڈالی لیکن شہرت شیخ شہاب الدین کے ذریعہ ملی اس لئے ان کی طرف ہی منسوب ہونے لگا- یوں بھی شیخ شہاب الدین، ابوالنجیب کے بھتیجے تھے اور ان کے ہی مرید تھے-

آپ کا پورا نام ابو حفص شہاب الدین عمر بن محمد البکر سہروردی ہے- لقب شیخ الشیوخ ہے- آپ کی ولادت ۵۳۹ھ/۱۱۴۵ء میں ہوئی- جائے ولادت عراق عجم کا قصبہ سہرورد ہے- والد کا نام محمد قریشی تھا- سلسلہ نسب ۱۲ واسطوں سے صدیق اکبرؓ تک پہنچتا ہے- شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی فیض حاصل کیا- زیادہ تر قیام بغداد میں رہا- آپ کی وفات ۹۳ سال کی عمر میں ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء میں بغداد میں ہوئی-

کہا جاتا ہے کہ ان کی اولاد اور شاگرد برصغیر میں آکر آباد ہوئے اور سلسلہ سہروردیہ کی اس ملک میں اشاعت کا سبب بنے- ان کے چند مشہور شاگرد یہ ہیں- شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ نجیب الدین علی وغیرہ-

انہوں نے متعدد کتب و رسائل لکھے لیکن شہرت دوام "عوارف المعارف" کے حصہ میں آئی- یہ کتاب علم الاخلاق اور عملی تصوف کو پیش کرتی ہے-

خصوصیات و امتیازات:

سہروردیہ کے ہاں سانس بند کر کے "اللہ ہو" کا ورد کرنے کا بہت رواج ہے- وہ ذکر جلی اور ذکر خفی دونوں کے قائل ہیں- سماع سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور تلاوت قرآن کریم پر خاص طور پر زور دیتے ہیں-

سلسلہ چشتیہ

سلسلہ چشتیہ عرف عام میں خواجہ معین الدین چشتی سے منسوب ہے- چشت خراسان کے ایک شہر کا نام ہے- پہلے بزرگ جن کے نام کے ساتھ چشتی نسبت ملتی ہے وہ ابو اسحق شامی (وفات ۳۲۹ھ/۹۴۰ء) ہیں- کہا جاتا ہے کہ اس سلسلہ کے حقیقی بانی وہی ہیں-

برصغیر میں طریقہ چشتیہ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ذریعہ اشاعت پذیر ہوا- للذا وہی اس کے بانی قرار پائے- چونکہ آپ چشت کے رہنے والے تھے اس لئے چشتی کہلائے اور طریق تصوف چشتی مشہور ہو گیا-

ولادت:

آپ کی ولادت ۵۳۶ھ/۱۱۳۹ء میں سجستان میں ہوئی اس نسبت سے سنجری بھی کہلاتے ہیں- آپ ظاہری اور باطنی تعلیم کی تکمیل پر نیشاپور، سمرقند، بغداد اور غزنی ہوتے ہوئے لاہور وارد ہوئے- مزار داتا گنج بخش پر چلہ کشی کی اور دہلی سے ہوتے ہوئے ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء کو اجمیر پہنچے اور ہمیشہ کے لئے یہیں کے ہو رہے-

وفات:

۲/رجب ۶۳۲ھ؛ ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء، ۱۲۳۶ء کو واصل باحق ہوئے اور اسی حجرے میں دفن ہوئے جہاں عبادت کیا کرتے تھے-

تصانیف:

آپ کی تصانیف آٹھ کتب بتائی جاتی ہیں- مشہور "دلیل العارفین" ہے جو ملفوظات ہیں-

سلسلہ چشتیہ برصغیر کے مقبول اور بااثر صوفیا کے سلسلوں میں سے ایک ہے- اس سلسلہ کی برصغیر سے پہلے کی تاریخ کو کسی معتبر معلومات کی بنیاد پر دوبارہ مرتب کرنا مشکل ہے-

خواجہ معین الدین چشتی اس سلسلہ کو بارھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں لائے اور اجمیر میں چشتی صوفیہ کا مرکز قائم کیا جہاں سے یہ سلسلہ ہندوستان کے اطراف و اکناف میں پھیل گیا اور برصغیر کے مسلمانوں کی روحانی زندگی میں ایک سرچشمہ قوت بن گیا-

امتیاز و خصوصیات:

چشتیہ کے ہاں کلمہ شہادت پڑھتے وقت "الا اللہ" پر خاص طور پر زور دیا جاتا ہے بلکہ وہ عموماً ان الفاظ کو دہراتے وقت سر اور جسم کے بالائی حصے کو ہلاتے ہیں- ان میں شیعہ حضرات کثرت سے ہیں اور اس سلسلے کی امتیازی خصوصیت سماع کا رواج ہے- حضرات چشت پر سماع کے وقت ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے- ان کے درویش عموماً رنگ دار کپڑے پہنتے ہیں اور ان میں ہلکے بادامی رنگ کو ترجیح دی جاتی ہے- (آب کوثر صفحہ ۲۵۳)

سلسلہ نقشبندیہ

تصوف کے چار مشہور سلاسل میں سے ایک سلسلہ نقشبندیہ ہے- اس کو سلسلہ خواجگاں بھی کہتے ہیں- یہ سلسلہ شیخ محمد بہاء الدین نقشبند سے منسوب ہے اور وہی اس کے بانی ہیں- کہا جاتا ہے کہ ان کا قالین بانی کا کارخانہ تھا جس میں قالینوں پر نقشبندی یعنی نقش و نگاری کا کام ہوتا تھا اس وجہ سے ان کو نقشبند کہتے تھے- بعض صوفیاء کا خیال ہے کہ "خدا تعالیٰ کا نقش دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے نقشبند" مشہور ہوئے- بعض نے ان کے نقشبند لقب کی تشریح "علم الٰہی کی لاثانی تصویر کھینچنے والا" کی کی ہے یا زیادہ صوفیانہ طرز میں "اپنے دل میں کمال حقیقی کا نقش رکھنے والا"-

ولادت:

آپ کی ولادت بخارا کے قریب ایک گاؤں "قصر عارفان" (کشک ہندوان جسے بعد میں کشک عافان کہا جانے لگا) میں ۷۱۷ھ/۱۳۱۷ء میں ہوئی- آپ نے عمر کا زیادہ عرصہ سمرقند میں گزارا لیکن آخری عمر میں وطن واپس تشریف لے آئے- اپنے وطن میں ہی آپ کی وفات ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء کو قریباً ۸۶ سال کی عمر میں ہوئی-

روحانی اعتبار سے جب سلسلہ نقشبندیہ سمرقند اور بخارا میں پوری طرح نشو و نما پا چکا تو نویں صدی ہجری میں حضرت خواجہ باقی باللہ (۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) عہد اکبری میں اسے برصغیر میں لائے اور ان کے ذریعہ اس کی خوب اشاعت ہوئی- قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہائے تصوف پہلے سے یہاں آ چکے تھے- اگرچہ یہ سلسلہ بعد میں پہنچا اور خواجہ باقی باللہ نے ہندوستان میں اپنی زندگی کے صرف آخری چار پانچ سال گزارے، مگر اس قلیل عرصہ میں انہوں نے نقشبندیہ سلسلے کی بنیاد مستحکم طریقہ سے رکھ دی- کئی اور بزرگ بھی ان سے متاثر ہوئے لیکن اصل تقویت ان کے اولوالعزم مرید حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی کی بدولت حاصل ہوئی- جن کی نسبت سے یہ سلسلہ تصوف، سلسلہ مجددیہ سے مشہور ہوا-

امتیاز اور خصوصیات:

نقشبندیہ ذکر جلی کے خلاف ہیں صرف ذکر خفی کو جائز سمجھتے ہیں- وہ بالعموم مراقبہ میں سر جھکائے، آنکھوں کو بند کئے بیٹھتے ہیں، موسیقی اور سماع کے خلاف ہیں اور احکام شریعت پر سختی سے عامل ہیں- ان کے ہاں مرشد اپنے مریدوں سے الگ نہیں بیٹھتا بلکہ حلقہ میں ان کو شریک ہوتا ہے اور توجہ الی الباطن سے ان کی راہنمائی کرتا ہے-

....

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> "ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے- جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابو یزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن العربی اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنھم ورضوعنہ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے- اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے......"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۹۲)

باقی صفحہ نمبر گیارہ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت خواجہ غلام نبی صاحبؓ

حضرت خواجہ غلام نبی صاحبؓ آف چکوال، کلکتہ میں کاروبار کرتے تھے- آپؓ کو ۱۹۰۶ء میں پہلی بار کلکتہ جاتے ہوئے قادیان میں دو روز قیام کرنے کا موقعہ ملا لیکن بیعت کی سعادت دوبارہ قادیان آکر ۳۰/ستمبر ۱۹۰۷ء کو حاصل کی- قبول احمدیت کے بعد آپؓ نے شدید مخالفت کا نہایت صبر سے مقابلہ کیا- انہی دنوں آپؓ کے برادر نسبتی کو گلے میں ورم کی شکایت پیدا ہوئی- ان کی بیماری جب علاج سے دور نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے معجزانہ شفا بخشی- ۱۹۰۸ء میں کلکتہ میں انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو حضرت خواجہ صاحبؓ جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے- ۱۹۱۹ء میں آپ ڈیرہ دون آگئے جہاں پہلے مقامی جماعت کے سیکرٹری اور پھر ۳۰ء سے وفات تک بحیثیت صدر خدمت کی توفیق پائی- آپؓ صاحبِ رؤیا و کشوف تھے- آپؓ کی وفات ۱۸/دسمبر ۴۲ء ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی- آپؓ کا ذکرِ خیر آپؓ کے بیٹے مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۵/مئی میں شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

چند خبریں

روزنامہ "الفضل" ۱۶/مئی کے مطابق :

☆ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں عورتوں کے اندرونی علاج کے سلسلہ میں ایک جدید ترین مشین Hysleoscop ۲۹/اپریل کو نصب کی گئی ہے- جس کا افتتاح محترم چودھری حمید اللہ صاحب نے کیا-

☆☆ مکرمہ ثمرہ ندیم صاحبہ میٹرک کے امتحان میں ضلع لاہور میں دوم آئی ہیں-

☆☆ ۲۹/مئی کے شمارہ کے مطابق عزیزہ سارہ مختار آل پاکستان انٹر بورڈ گرلز پینٹنگ مقابلہ میں اول آئی ہیں-

-......☆......☆......☆......-

حضرت مولوی احمد دین صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ۲۱/مئی میں حضرت مولوی احمد دین صاحبؓ کا ذکر خیر مکرم ریاض احمد ملک صاحب کے قلم سے شاملِ اشاعت ہے- حضرت مولوی صاحبؓ کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۱۳/اصحاب میں ۲۸۸ نمبر پر اپنی کتاب "انجام آتھم" میں شامل کیا ہے- حضرت مولوی صاحبؓ "منارہ" نامی ایک گاؤں کے رہنے والے تھے اور آپؓ کو ضلع چکوال کا پہلا احمدی ہونے کا شرف حاصل ہے- آپؓ کے ذریعہ ہی دوالمیال میں احمدیت کا آغاز ہوا- منارہ میں آپؓ نے ایک مسجد بھی تعمیر کروائی جس میں امامت بھی آپؓ کروایا کرتے تھے- آپ کی وفات ۱۹۳۳ء میں بعمر ۷۰ سال ہوئی اور منارہ میں ہی تدفین ہوئی-

-......☆......☆......☆......-

الجیریا (الجزائر)

عوامی جمہوریہ الجزائر شمالی افریقہ میں واقع ہے اور لیبیا، تیونس، مالی، نائیجر، مراکش اور موریطانیہ کا ہمسایہ ہے- سمندر اور صحرا بھی میل ہا میل تک اس کی سرحد سے ملحق ہیں- یہاں نہ صرف بارش بہت کم ہوتی ہے بلکہ کوئی قابل ذکر دریا بھی نہیں ہے- سب سے بڑا دریا صرف ۶۷۵ کلومیٹر لمبا ہے- یہاں کے ابتدائی باشندے بربر کہلاتے ہیں- اس ملک میں اسلام کا نفوذ ساتویں صدی عیسوی میں ہوا- پندرھویں صدی میں سپین نے الجیریا پر قبضہ کرلیا اور سولہویں صدی میں سلطنت عثمانیہ نے سپین کو الجیریا سے نکال باہر کیا- پھر ۱۸۳۰ء میں فرانس نے الجیریا پر قبضہ کیا اور ۱۸۴۲ء میں ایک قانون کے ذریعہ فرانس کے ساتھ الجیریا کا الحاق کردیا- الجیریا میں آزادی کی تحریکوں کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور آخرکار ۱۹۵۶ء میں الجیریا کو خود مختاری اور ۶۲ء میں آزادی مل گئی- الجیریا کا رقبہ قریباً ۲۴ لاکھ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۲ کروڑ ۵ لاکھ ہے- دارالحکومت 'الجیرز' ہے اور قومی زبان عربی ہے-

الجیریا میں ریلوے کا نظام بھی ہے اور ملک میں ۷۰ ایرپورٹ ہیں جن میں سے ۵/انٹرنیشنل ہیں- ملک میں ۱۶ TV اور ۱۸ ریڈیو سٹیشن ہیں- ہر اڑھائی ہزار افراد کیلئے ایک ڈاکٹر ہے اور ۹۵ فیصد بچے پرائمری سکول جاتے ہیں- الجیریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ ۴۰ ہزار ہے اور ملک میں ایک ہی سیاسی پارٹی ہے- الجیریا کے بارے میں ایک معلوماتی مضمون مکرم حامد کریم محمود صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۴/مئی میں شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

سیرۃ مصلح موعودؓ

☆ روزنامہ "الفضل" ۲۷/مئی کا شمارہ خلافت نمبر ہے جس میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے منتخب واقعات بھی پیش کئے گئے ہیں- حضورؓ کے ایک خادم مکرم لطیف نتھا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پالم پور میں حضورؓ کو مجبوراً لمبا عرصہ قیام کرنا پڑا- سٹاف زیادہ نہ تھا اور کام بہت زیادہ- مجھے بخار ہو گیا اور دو روز تک سخت بخار رہا- حضورؓ اپنے اس خادم کا حال دریافت فرماتے رہے اور دو بار اپنے دستِ مبارک سے دودھ بھی لے کر آئے-

☆ آپ مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک بار پالم پور میں ہی حضورؓ پکنک پر جا رہے تھے- کاروں میں جگہ کم تھی چنانچہ حضورؓ نے مجھے اور ایک دوسرے صاحب سے فرمایا "آپ بس پر آجائیں ہم انتظار کریں گے"- پہلے تو ہمارا جانے کا ارادہ نہ ہوا کیونکہ بس آنے کی امید نہیں تھی- پھر سوچا کہ حکم ہے اس لئے ہم پیدل ہی وہاں پہنچ گئے- ہمیں دیکھتے ہی حضورؓ نے فرمایا کہ ہم نے انتظار کر کے ابھی کھانا شروع کیا ہے- ہم نے عرض کیا بس نہیں آئی، پیدل آئے ہیں- یہ سن کر آپؓ نے اسی وقت پیالوں میں کھانا ڈال کر اپنے ہاتھ سے ہمیں دیا-

☆ ایک بار حضورؓ ڈلہوزی سے واپس قادیان تشریف لائے تو حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب نے عرض کی کہ کئی ماہ سے بارش نہیں ہوئی، دعا کریں- حضورؓ نے فرمایا ہم آگئے ہیں اب انشاء اللہ بارش ہو گی- پھر حضورؓ لوگوں سے ملاقات فرمانے لگے اور اسی اثناء میں بادل امڈنا شروع ہو گئے- میں اور نذیر احمد صاحب ڈرائیور نے سامان موٹر سے نکال کر قصرِ خلافت تک پہنچایا اور کار کو گیراج میں بند کر کے گھر جانے لگے تو بارش شروع ہو چکی تھی اور پھر اس نشان کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ کر تیز بارش میں بھیگتے ہوئے ہم بڑی مشکل سے اپنے گھروں تک پہنچے-

☆ مکرم مرزا فتح دین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سفر میں نذیر احمد صاحب ڈرائیور کھانا پیش کر رہے تھے- حضورؓ نے سب شرکاء کو ایک پراٹھا اور باقی روٹیاں دیں- جب سب کھانا کھا چکے تو حضورؓ نے اپنے سامنے سے پراٹھا اٹھا کر نذیر صاحب کو دیتے ہوئے فرمایا "میں نے دو پراٹھے اٹھا کر اپنے آگے رکھ لئے تھے تاکہ خدمت کرنے والے کو بھی پراٹھا مل جائے"-

☆ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں ۵۰ء میں کوئٹہ سے واپسی پر حضورؓ کا قافلہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا- مکرم سید قربان حسین شاہ صاحب جب حضورؓ کے ارشاد پر پیچھے رہ جانے والے افراد کو لینے کیلئے روانہ ہوئے تو حضورؓ نے فرمایا کہ جب باقی قافلہ خیریت سے پہنچ جائے تو خواہ رات کا کوئی حصہ ہو مجھے اطلاع دی جائے- صبح کی اذان کے وقت حضورؓ نے دریافت فرمایا تو علم ہوا کہ قافلہ رات ایک بجے پہنچ گیا تھا- اس پر شاہ صاحب کو بلا کر حضورؓ نے پوچھا کہ انہوں نے اطلاع کیوں نہیں دی- انہوں نے عرض کی کہ "میاں مبارک احمد صاحب (جو قافلہ میں شامل تھے) اندر چلے گئے تھے تو میں سمجھا اطلاع ہو گئی ہے!"-

حضورؓ نے فرمایا "میں مبارک احمد کیلئے اتنا بے چین نہیں تھا- میں تو سارے قافلے کے لئے فکرمند تھا اور میں نے ساری رات پریشانی میں ٹہل کر گزاری ہے"-

☆ مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ بٹالہ میں کسی تقریب کے لئے بہت سے احمدی جمع تھے لیکن کسی وجہ سے کھانے کا انتظام نہ ہو سکا- حضورؓ کو اطلاع ہوئی تو حضورؓ نے فوری طور پر قادیان سے کھانا بھجوانے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا "احباب جماعت وہاں بھوکے اور تکلیف میں رہے تو میں رات کس طرح سو سکوں گا!"-

☆ مکرم چودھری ظہور احمد باجوہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ دفتر کے ایک کارکن کو حضورؓ نے کسی غلطی پر تین روز کے لئے معطل کر کے نماز کے خیمہ میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے کا ارشاد فرمایا- کچھ دیر بعد بارش شروع ہوئی تو خیمہ نشیب میں ہونے کی وجہ سے اس میں پانی بھرنے لگا اور سردی میں بھی اضافہ ہو گیا- حضورؓ کے علم میں یہ بات آئی تو آپؓ کو بہت افسوس ہوا اور آپؓ نے فوراً انہیں وہاں سے بلانے، کپڑے تبدیل کرانے اور اچھے بستر اور کوئلوں کی آگ کا انتظام کرنے کا ارشاد فرمایا- کچھ دیر بعد حضورؓ نے خود گرم چائے اور مطالعہ کیلئے ایک رسالہ بھی بھجوا دیا اور پھر تینوں روز حضورؓ کی ہدایت پر ان کے لئے کھانے کا اہتمام ہوتا رہا-

☆ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۵۷ء میں حضورؓ مری تشریف لے گئے اور کسی انتظامی نقص کی وجہ سے پرائیویٹ سیکرٹری کو معطل کر کے فوراً واپس جانے کا حکم دیا- کچھ دیر بعد اچانک بادل آگئے اور پھوار پڑنے لگی تو حضورؓ نے مجھے آواز دے کر بلایا اور ایک کوٹ دے کر فرمایا "تم کو علم ہے میں نے...... کو معطل کر دیا ہے اور ربوہ جانے کا حکم دیا ہے- اب موسم ٹھنڈا ہو گیا ہے، وہ بے چارے کہیں سردی میں نمونیہ سے بیمار نہ ہو جائیں- تم جا کر ان کو تلاش کرو اور یہ کوٹ بھی لے جا کر انکو پہنا دو اور ان سے کہو میں نے معاف کیا"-...... وہ صاحب بس کے منتظر تھے، میں نے کوٹ دیا اور حضورؓ کا پیغام بھی- وہ حضورؓ کے شفقت کے جذبہ سے متاثر ہو کر بے اختیار دھاڑیں مار کر رونے لگے-

-......☆......☆......☆......-

مختصر عالمی خبریں

(ابو المسرور چوہدری)

پاکستان میں بڑے پیمانہ پر شراب کی تیاری اور خرید و فروخت

(پاکستان) ہفت روزہ "السلام علیکم پاکستان" اپنی ۳۰/جولائی ۹۷ء کی اشاعت میں درج کرتا ہے کہ :

"اسلام کے مقدس نام پر حاصل کئے گئے وطن عزیز پاکستان میں شراب کی تیاری اور خرید و فروخت کا دھندہ زوروں پر ہے- ہر سال کروڑوں روپے مالیت کی شراب تیار ہو کر اندرون ملک اور بیرون ملک فروخت ہو رہی ہے جبکہ آئین میں درج صریح پابندی کے باوجود اس کاروبار کو چلانے والے نوے فیصد مسلمان پاکستانی ہیں- ایک رپورٹ کے مطابق صوبہ پنجاب میں قائم لائسنس یافتہ شراب ساز فیکٹری مری بروری کمپنی لمیٹڈ کی کل سیل سال ۱۹۹۴ء کے دوران ۴۲ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے تھی...... رپورٹ کے مطابق مذکورہ کمپنی میں سال ۹۴ء کے دوران ۳ لاکھ ۶۳ ہزار ۵۰۰ گیلن بیئر (شراب) ۳ لاکھ ۱۱ ہزار سات سو گیلن کریٹ ولایتی شراب اور ۱۱ لاکھ ۶ ہزار ۲۰۰ کریٹ الکحل پیدا کی گئی-

کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سے اکثریت مسلمانوں کی ہے اور بورڈ کے کل سات ممبران میں سے دو غیر مسلم (پارسی) جب کہ پانچ مسلمان ہیں-...... یہاں یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ شراب کی پیداوار اور خرید و فروخت کے اس غیر اسلامی اور غیر آئینی دھندے کی آمدنی پر باقاعدگی سے زکوٰۃ بھی ادا کی جا رہی ہے وزارت زکوٰۃ بڑی خوش دلی سے زکوٰۃ وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کر رہی ہے- حالانکہ تمام علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حرام آمدن پر زکوٰۃ قبول نہیں کی جا سکتی- شراب ساز کمپنی اپنی شراب بیرون ملک بھی بھیج رہی ہے اور یوں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لیبل سے شراب بیرون ملک فروخت ہو رہی ہے-"

ہر چون منٹ بعد آبرو ریزی کی واردات

(ہندوستان) ورلڈ پاپولیشن رپورٹ ۱۹۹۷ء کے مطابق ہندوستان میں عصمت دری کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے- ایک اندازے کے مطابق ملک میں ہر چون منٹ کے بعد ایک عصمت دری کی واردات ہوتی ہے- ہر ۲۶ منٹ کے بعد دست درازی کی واردات اور جہیز نہ دے سکنے کی صورت میں ہر ایک گھنٹہ ۴۲ منٹ بعد موت واقع ہوتی ہے-

عورتوں کا ختنہ قطعی اسلامی ہے

(مصر) مصری عدالت نے عورتوں کے ختنہ پر وزارتی پابندی کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اسے اسلامی قرار دیا ہے- وزیر صحت ابراہیم سلام کی جانب سے عائد کردہ اس پابندی کو عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا- عدالت نے سماعت کے بعد فیصلہ دیا کہ عورتوں کا ختنہ قطعی اسلامی ہے اور اس پر پابندی مذہبی قوانین کی خلاف ورزی ہے- ادھر مصر کے وزیر صحت نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ عدالت کے اس فیصلہ کو نظر انداز کر دیں- مصر میں ۹۰ فیصد لڑکیاں ایسی ہیں جن کا ختنہ ہوا ہوا ہے-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
22/8/97-28/8/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time.
For more information please phone or fax +44 181 874 8344

18 RABI' AL THANI
Friday 22nd August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Prog - History of Ahmadiyyat (Part 9) (R)
02.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 34 (16.6.94) (Part 1) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
05.00 Homoeopathy Class with Huzur(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Moshaira :organised by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Islamabad'97 Pakistan - Part 1
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone -Part 21
12.05 Tilawat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Bengali Programme
15.00 Huzoor's Mulaqat With Urdu Speaking Friends
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Friday Sermon By Huzoor (R)
18.05 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
20.30 Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Huzoor's Mulaqat With Urdu Speaking Friends

19 RABI'AL THANI
Saturday 23rd August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production:- Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema (No. 15)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -Part 21
05.00 Huzoor's Mulaqat With Urdu Speaking Friends
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00 Liqaa Ma'al Arab
10.00 Urdu Class
11.00 Variety Programme
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Moshaira - Host:Hibat ur Rauf -
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - Extracts taken from various sessions on 'Khatme Nabuwat'
22.30 Children's Class - (R)
23.30 Learning Chinese

20 RABI'AL THANI
Sunday 24th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Moshaira - Host:Hibat ur Rauf
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 M.T.A. U.S.A. Production
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
05.00 Children's Class -(R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Moshaira - Host:Hibat ur Rauf -
07.00 Friday Sermon By Huzoor (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Around The Globe : Experiment Workshop (Part 2)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat With English Speaking Friends
16.00 Liqaa Maal Arab
17.00 Albanian Programme - Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Bosnians and Albanians, Bait-ul-Rasheed, Germany 16.5.97, Part 2
18.05 Tilawat ,Hadith
18.35 Children's Corner - Children's Workshop No. 12
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bait Bazi
21.30 Dars-ul-Quran (No. 12) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.30 Learning Chinese

21 RABI'AL THANI
Monday 25th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Children's Workshop No. 12 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Around The Globe: Experiment Workshop (Part 2) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Mulaqat With English Speaking Friends (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner- Childrens Workshop No 12 (R)
07.00 Dars-ul-Quran (No. 10) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Bait Bazi
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports:Al Noor Basketball Tournament - Fazl-e-Omar Vs Defence Dayer
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Norwegian

22 RABI'AL THANI
Tuesday 26th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Sports:Al Noor Basketball Tournament - Fazl-e-Omar Vs Defence Dayer
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters :"Health & Care of Mother & Child" Host: Dr. Amtul Rasheed Guest: Dr. Nusrat Jehan (Part 4)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)

23 RABI'AL THANI
Wednesday 27th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters : "Health & Care of Mother & Child" Host: Dr. Amtul Rasheed Guest: Dr. Nusrat Jehan (Part 4) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00 Quiz - "Seerat Hadhrat Khalifatul Masih II " (Part 4)
07.30 Islami Usul Ki Philosophy - Question No 5 - by Professor Miyan Mohamed Afzal
08.30 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S) :Hadhrat M. Imam Din
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
14.45 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Al Maidah - Vegetable Bhujia
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Arabic
23.30 Arabic Prog. : Qaseedah/Nazm

24th RABI'AL THANI
Thursday 28th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Horizon :
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Arabic (R)
04.30 Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
07.00 Sindhi Prog. -Translation of Friday Sermon By Huzoor (24.11.95)
08.00 Quiz Prog. : History Of Ahmadiyyat (Part 10)
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Al Maidah - Vegetable Bhujia(R)
11.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 34 (16.6.94) (Part 2)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Prog: Q/A Session With Guests From Russia & Kazakhistan Session 6 (23.5.94) Part 2
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bazm-e-Moshaira Organized By Majlis Khuddam -ul - Ahmadiyya - Islamabad'97 , Pakistan
20.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.00 Learning Dutch

Some Highlights

Programmes With Huzoor

Everyday :
Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class
Monday & Thursday :
Homoeopathy Class
Tuesday & Wednesday :
Tarjumatul Quran Class
Friday :
Friday Sermon (Live)
Saturday :
Children's Class
Question & Answer Session (Archive)
Sunday :
Mulaqat with English Speaking Guests
Question & Answer Session (New)
Dars-ul-Quran

Programmes in Different Languages

Everyday	German & Bengali
Sunday	Albanian
Monday	Turkish
Tuesday	Norwegian
Wednesday	French /Swahili
Thursday	Russian / Bosnian

Other Regular Features

Monday	
Bait Bazi	at 08.30
MTA Sports	at 11.00
Rohani Khazaine	at 21.00
Tuesday	
MTA Sports	at 02.00
Rohani Khazaine	at 08.00
Medical Matters	at 11.00
Hamari Kaenat	at 21.00
Hikayat -e-Shereen	at 23.30
Wednesday :	
Medical Matters	at 02.00
Hamari Kaenat	at 08.00
Al-Maidah	at 21.00
Thursday :	
Quiz Programme	at 08.00
Al-Maidah	at 11.00
Bazm-e-Moshaira	at 21.00
Friday :	
Quiz Programme	at 02.00
Bazm-e-Moshaira	at 08.00
Computers For Everyone	at 04.00
Medical Matters	at 20.30
Saturday :	
MTA USA Productions	at 02.00
Computers For Everyone	at 04.00
Medical Matters	at 08.00
Hikayat -e-Shereen	at 23.30
Sunday :	
MTA USA Productions	at 02.00
Bait Bazi	at 21.30

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 — Friday, August 22, 1997 — No. 34

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

مسلمانان پاکستان اور اسلام کا نعرہ

جناب مولوی محمد اکرم اعوان کے فکر انگیز مقالہ سے ایک اقتباس:

"ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم اسلام اپناتے کیوں نہیں یا ملک میں اسلامی قانون رائج کیوں نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم اسلام سے واقف نہیں ہیں۔ ہر آدمی نے اپنی پسند سے کچھ جزئیات کو کچھ باتوں کو اسلام بنالیا ہے۔

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں اسلام ایسا ہے جیسے اندھوں میں ہاتھی۔ کوئی چار پانچ اندھے تھے تو کسی نے ہاتھی کی ٹانگ ٹٹولی، کسی کے ہاتھ میں اس کی سونڈ لگی، کسی نے اس کا دم پکڑا، کسی کے ہاتھ اس کے کان پر لگے تو جب پوچھا جاتا ہاتھی کیسا ہوتا ہے تو وہ اپنی اپنی تعبیر بتاتے۔ کوئی کہتا ستون کی طرح ہوتا ہے، دوسرا کہتا جھوٹ بولتے ہو سانپ کی طرح ہوتا ہے، تیسرا کہتا وہ تو پنکھے سے ہوتے ہیں، چھاج سے ہوتے ہیں جو جو جس کے ہاتھ لگا تھا۔

ہماری بدنصیبی بھی یہ ہے کہ ہم نے جزئیات اور فروعات یا اگر اصول بھی ہیں تو چند باتوں کو اسلام سمجھ لیا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس پر زور دیتا ہے کہ یہی اسلام ہے اور یہ ہونا چاہئے......

اس سارے افراتفری کے عالم میں ایک عام آدمی لپکتا ہے اس طرف جہاں سے بھی کوئی اسے اسلام کا نام یا اسلام کا نعرہ سنتا ہے۔ یہ تکلیف کوئی بھی نہیں کرتا کہ حقیقتاً اسلام ہے کیا۔ اگر یہ بات عام آدمیوں کو ذہن نشین کرائی جائے تو پھر نعرہ لگانے والوں پر بھی چیک آجاتا ہے۔ وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ کہتا کیا ہے اور کرتا کیا ہے......

سلامتی میسر کرنا یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ یہ اسلام نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر لگادیں۔ یہ اسلام نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کے گھر جلانے پہ لوگوں کو لگادیں۔ یہ اسلام نہیں ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا جائے بلکہ مسلمان کے لئے تو جو پہچان آقائے نامدار ﷺ نے دی وہ بڑی سادہ ہے......

فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے بھی اور جس کے ہاتھ سے بھی دوسرا مسلمان محفوظ رہے، کسی کے ساتھ ظلم نہ کرے، زیادتی نہ کرے چہ جائیکہ قتل عام کرے، لوٹے، ڈاکے ڈالے اور اس پر وہ دین کا لیبل لگالے۔

ہم نے اپنی اپنی جگہ یہ حقوق غصب کر رکھے ہیں اور حقوق غصب کرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ کسی کا حق ہم چھین لیتے ہیں۔ ایک سب سے زیادہ خطرناک طریقہ یہ ہے کہ جب ہم اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے، اپنی ڈیوٹی پوری نہیں کرتے تو ایک فرد کی جو ڈیوٹی یا فرض ہوتا ہے وہ دوسرے کے حقوق کا ضامن ہوتا ہے۔ اب ایک ڈاکٹر ہڑتال پہ جاتا ہے کتنے مریض لاعلاج رہ جاتے ہیں۔ ایک کلرک ایک دفتری ہڑتال کرتا ہے۔ کتنے لوگوں کے کام رک جاتے ہیں۔ اب وہ خفا حکومت سے ہے، سزا عام آدمی کو دے رہا ہے۔ ڈاکٹر ناراض حکومت سے ہے یا اسے تکلیف حاکم کے خلاف ہے سزا مریضوں کو مل رہی ہے۔ یہ کوئی بھی کام اسلامی نہیں ہے اور یہ کوئی بھی اسلام نہیں ہے۔ یہ بھی اسلام نہیں ہے کہ آپ دس لوگوں کو اٹھا کر سڑک پر لے آئیں اور حکومت کے خلاف نعرے لگوائیں، پولیس گولی چلائے اور آپ پانچ دس بندے مروا کر نعرے لگا کر خود گھر چلے جائیں اور کوئی بھی پرسان حال نہ ہو کہ ان کی بیوگان کہاں گئیں یا ان کے کوئی بوڑھے والدین تھے وہ کیا ہوئے یا ان کے کوئی چھوٹے چھوٹے بچے تھے ان کا کیا ہوا۔ آپ کا ایک دن کا سیاسی نعرہ بازی ہو جائے اور شاباشا ہو جائے۔ مرنے والے مر گئے اور تباہی ہوتی تھی خاندان تباہ ہو گئے آپ اپنی سیاست چمکاتے رہے یہ اسلام نہیں ہے اور جن باتوں کی، جن جلسوں کی بنیاد اس بات پر ہے کہ جو خود غیر اسلامی ہیں ان سے نفاذ اسلام کی توقع کیا رکھی جاسکتی ہے۔ حکومت سے تو خیر ہمیں ہمیشہ شکوہ ہوتا ہے اور کچھ حکومتیں بھی ہماری بدقسمتی کی ذمہ دار ہیں۔

عجیب ملک ہے جس میں ہمیشہ بے دین، بدکار، چور اور بددیانت لوگ حکمران بنتے ہیں، یہ ہماری تاریخ ہے......

آج ہم سنتے تو ہیں ہمارے سیاسی لیڈر میاں نواز شریف کا اعلان تھا کہ ہم نظام خلافت راشدہ لائیں گے لیکن نظام خلافت راشدہ کون لائے گا۔ شیخ رشید لائیں گے، باشی خان لائیں گے یعنی آپ اپنی ٹیم دیکھیں آپ کے ساتھ جو لوگ ہیں ان کو دیکھیں آپ ان کے علم ان کے عمل کو دیکھیں جو لوگ حکومت میں رہ کر بھی جوئے کے اڈے چلاتے ہیں۔ جو لوگ اقتدار میں رہ کر بھی مائیکل جیکسن کو لانے کی باتیں کرتے ہیں وہ نظام خلافت راشدہ کہاں سے لائیں گے۔

(ماہنامہ المرشد لاہور۔ جنوری ۱۹۹۷ء صفحہ ۲ تا ۹)

☆......☆......☆......☆

پاکستانی سفیر سردار عبدالقیوم کی نظر میں

سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم کا ایک بیان

"ہمارا دفتر خارجہ بے شک بہت اچھا کام کرتا ہے لیکن اپنے لئے نہیں، دوسرے ممالک کے لئے۔ اسی طرح ایک تجویز یہ ہے کہ دوسرے ممالک میں بھیجے جانے والے سفارتکاروں میں کچھ چند فیصد لوگ سچے اور کھرے پاکستانی ہوں جو پاکستان کی بات کرتے وقت فخر محسوس کریں اور پاکستان کو ایک ماڈل کے طور پر پیش کر سکیں۔ اب تک جو لوگ بطور سفیر بھیجے جاتے رہے ہیں ان میں اکثر بے دین، آوارہ، شراب نوش ہیں۔ ان کے سامنے پاکستان کی بات کی جائے یا انہیں پاکستان سے منسوب کیا جائے تو شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور ان کا رویہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے۔ اس سے پاکستان کے نام پر حرف آتا ہے لہٰذا اس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

(روزنامہ جنگ لاہور، صفحہ ۹، ۲۱/ مارچ ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆......☆

جستہ جستہ

کامیابی کے گر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بعد نماز عصر قرآن کریم کا درس فرما رہے تھے۔ آپ نے سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم سب کا سب اپنے اندر فیوض وانوار کے خزانے رکھتا ہے۔ اور اس کے عجائبات کی کوئی حد نہیں لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اپنی ناداری اور بے کسی کا ازالہ ادھر ادھر سے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور قرآن کریم کے بیان فرمودہ اصولوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں کامیابی اور فلاح حاصل کرنے کے لئے تین امور پیش کئے گئے ہیں۔ اس میں متقیوں کے لئے مفلحون یعنی "کامیابی حاصل کرنے والے لوگ" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور متقیوں کی تین صفات بیان کی گئی ہیں۔ اول "یومنون بالغیب"، یعنی جب وہ کسی کام کو شروع کرتے ہیں تو اس کے انجام کے متعلق تذبذب اور شک میں نہیں ہوتے بلکہ یہ یقین رکھتے ہیں اور اس پر بصیرت سے قائم ہوتے ہیں کہ انجام کار وہ کامیاب و بامراد ہو جائیں گے۔

دوسری صفت "یقیمون الصلوٰۃ" یعنی وہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے صرف اپنی کوشش اور جدوجہد پر انحصار نہیں کرتے بلکہ قادر مطلق اور مسبب الاسباب خدا کے آستانہ الوہیت پر جھکتے ہیں اور مقصد براری کے لئے اس کی تائید ونصرت کے طلب گار ہوتے ہیں اور وہ رحیم وکریم خدا جس کی اپنی شان ﴿افمن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء﴾ کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے یعنی خدا تعالیٰ ہی وہ قدوس ورحیم ہستی ہے کہ جب کوئی مصیبت زدہ اور مضطر انسان اپنی تکلیف کا اظہار اس کے سامنے کرتا ہے تو وہ اس کی التجا کو سنتا اور جواب دیتا ہے۔ اور اس کی تکلیف اور مشکل کو دور کر کے اس کو کامیابی کے دروازے کی طرف لے آتا ہے۔ ایسے متقیوں کو ضرور کامیابی عطا فرماتا ہے۔

تیسری صفت کامیاب ہونے والے متقیوں کی ﴿و مما رزقنٰھم ینفقون﴾ بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو کچھ مال و دولت وغیرہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے اس میں سے خدا تعالیٰ کے لئے خرچ کرے۔ خصوصاً غرباء اور محتاجوں کو صدقات اور خیرات کے طور پر حسب توفیق کچھ دے۔ اگر مشکلات انسان کے بعض گناہوں کی وجہ سے آئی ہیں تو حسب ارشاد "الصدقۃ تطفی غضب الرب" (صدقات اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتے ہیں) انسان جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرے گا تو اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہے۔ وہ بھی اس پر رجوع برحمت کر کے اسکے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اس کی مصیبت اور دکھ دور ہو جائیں گے۔ اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

اس سورہ شریفہ میں اور بھی بہت سے گر کامیابی کے فرمائے گئے ہیں۔ جن کی تشریح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے لڑکے کی بیماری کے وقت انہی تین باتوں کو مدنظر رکھا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے اس جگہ انہی کا ذکر کر دیا ہے۔ کامیابی حاصل کرنے کے ان اصولوں پر عمل کر کے میں نے بارہا فائدہ اٹھایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بہت سی مشکلات سے نجات دی ہے اور مقاصد کے حصول میں کامیابی بخشی ہے۔ فالحمدللہ رب العالمین.

☆......☆......☆......☆

تبلیغ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم ارشاد

"اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامو! اور اے دین محمد ﷺ کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہے۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵/ فروری ۱۹۸۳ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔